

آزاد

مزاحیہ ڈرامے

سعادت حسن منٹو

نیا دہ

آق



نیادان لاهور

آؤ سنو !

یہ ڈرامے روٹی کے اس مسئلے کی پسند و ناپسند جو
ہندوستان میں ہر اردو ادیب کے سامنے اس وقت تک
موجود رہتا ہے جب تک وہ مکمل طور پر ذہنی اباہج
نہ ہو جائے۔

میں بھوکا تھا چنانچہ میں نے یہ ڈرامے لکھے۔ داد
اس بات کی چاہتا ہوں کہ میرے دماغ نے پیٹ میں
گھس کر یہ چند مزاحیہ ڈرامے لکھے ہیں جو دوسروں
کو غصائے رہے ہیں مگر میرے ہونٹوں پر ابک
پتلی سی مسکراہٹ بھی پیدا نہیں کر سکے۔

سعادت حسن منٹو

پبلشرز: نذیر چوہدری، سب ادارہ، لاہور
پرنٹر: پنجاب پریس لاہور

فہرس

۵	آؤ سنو
۷	آؤ کھانی لکھیں
۲۱	آؤ ہماش کھلیں
۳۵	آؤ خط سنو
۴۹	آؤ کھوج لگائیں
۶۵	آؤ ریڈریشن

۷۳	آؤ بات تو سنو
۸۹	آؤ بحث کریں
۱۰۱	آؤ اخبار پڑھیں
۱۱۵	آؤ چوری کریں
۱۲۹	آؤ مجھوٹ بولیں

آؤ سنو

یہ ڈرامے روٹی کے اس مسئلے کی پیداوار ہیں جو ہندوستان میں
ہر آدمی کو ادیب کے سامنے اس وقت تک موجود رہتا ہے، جب تک
وہ مکمل طور پر ذہنی اپاہج نہ ہو جائے۔

— میں بھوکا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ ڈرامے لکھے۔ داد اس بات
کی چاہتا ہوں کہ میرے دماغ نے ہیٹ میں گھس کر یہ چند مزاحیہ
ڈرامے لکھے ہیں جو دوسروں کو ہنساتے رہے ہیں، مگر میرے ہونٹوں
پر ایک تکی سی مسکراہٹ بھی پیدا نہیں کر سکے۔

سعادت حسن منٹو

کوچہ دیکھان، امرتسر

۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء

آٹو کمانی لکھیں

لاہوتی: (اپنے چتی سے اشتیاق بھرے لہجے میں) آٹو کمانی لکھیں —
 کشور: (چربک کر) کمانی؟
 لاہوتی: ہاں ہاں، کمانی۔
 کشور: میں لکھنا نہیں جانتا، مگر تو ایک سنا دوں۔
 لاہوتی: سناؤ۔

کشور: سنو۔ ایک ٹھی کمانی، اس کی بہن بھی نہائی، اس کا بھائی تھا بسولا۔ اس
 نے بسائے تین گاؤں۔ دو بے بسائے ایک بسا ہی نہیں جو بسا ہی نہیں اس میں آئے
 تین کمار۔ دو ٹکڑے ٹکڑے، ایک کے ہاتھ ہی نہیں جس کے ہاتھ ہی نہیں، اس نے
 بنائیں تین ہنڈیا۔ دو ٹوٹی ٹوٹی، ایک کا تالا ہی نہیں جس کا تالا ہی نہیں، اس میں آئے
 تین چاول۔ دو ایٹھے آنٹھے، ایک گلا ہی نہیں جو گلا ہی نہیں، اس پر اترے تین
 مہان، دو روٹھے روٹھے، ایک منا ہی نہیں جو منا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 لاہوتی: ہٹاؤ بھی اس بکواس کو۔

کشور! ارے، یہ کھاس ہے کیا؟۔ جب جانوں اگر تم بتاؤ کہ اس مہلن کو کیا
ہوا، جو مناجی نہیں؟

لاجوتی: یہ بھی کوئی بڑی بات ہے۔
کشور: بات تو بڑی نہیں، پر تم نہ بتا سکو گی۔۔۔ کوشش کرو۔ وہ دوشے
داٹھے، ایک مناجی نہیں، جو مناجی نہیں۔۔۔ اس کو؟
لاجوتی: گھر سے نکال باہر کیا۔

کشور: وہ کیوں؟
لاجوتی: جب تم نہیں مانا کرتے تو میں یہی تو کیا کرتی ہوں۔
کشور: ٹھیک ہے۔ پر وہ جہان ہے، میں نہیں ہوں۔۔۔۔۔ ہر شخص میری
حق کو رد مل کیسے ہو سکتا ہے؟۔ تم نے سوچے سمجھے بغیر اسے گھر سے
نکال دیا۔۔۔۔۔ واہ بھئی واہ !!

لاجوتی: میں تو یہی کرتی۔
کشور: تم ایسا ہر گز نہ کرتیں۔
لاجوتی: (زور سے) میں ضرور کرتی۔
کشور: تم کبھی نہ کرتیں۔
لاجوتی: میں کہتی ہوں میں ایسا ضرور کرتی۔
کشور: پھر وہی بات۔ میں جو کہ رہا ہوں کہ تم ایسا کبھی نہ کرتیں۔
لاجوتی: دیکھو جی یہ بات بڑھ جائے گی۔ تم جانتے ہو کہ میں اپنی بہت
کی بہت پکٹی ہوں۔ ایک انجی ادھر نہ ہٹوں گی۔ تمھا داڑد ٹھا ہوا جہان گھر سے ضرور

باہر نکلا جائے گا۔

کشور: تم اسے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی ہو۔

لاجوتی: (خفتے میں) کیا کہا۔

کشور: (گھبرا کر) میں نے کیا کہا تھا؟

لاجوتی: یہ کہا تھا کہ میں اسے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی۔

کشور: سچ تو کہا تھا..... تم یہ کیسے کر سکتی ہو؟

لاجوتی: کیسے کر سکتی ہوں..... قربانوں تمہیں گھر سے باہر نکال کے..... میں

کیسے کر سکتی ہوں..... گویا آج تک میں نے تمہیں گھر سے باہر نکالا ہی نہیں۔

..... چلو ابھی یہاں سے بھاگ جاؤ۔

کشور: لاجوتی فراموشانتی سے کام لو۔۔۔۔۔ بات ہم اس دوٹھے ہونے ممان کی

کر رہے ہیں۔ اور گھر سے باہر تم مجھے کہہ رہی ہو۔

لاجوتی: جو بات میں کہوں گی، تمہیں ماننا ہوگی۔

کشور: پر یہ کیسے ہو سکتا ہے، کہانی میں ایسا نہیں لکھا ہے۔

لاجوتی: کہانی میں کیا لکھا ہے؟ یہی لکھا ہوتا چاہئے کہ اس کو گھر سے نکال دیا جائے۔

کشور: تم مانتی نہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ تم بہت سخت دل ہو..... وہاں تو کچھ اور

ہی لکھا ہے۔

لاجوتی: میں کسی کے کھٹے ہونے کو نہیں مانوں گی

کشور: تم مٹن تولو۔ دوڑو ٹھٹھے راستے، ایک منہ ہی نہیں، جو منہ ہی نہیں اس کو

اُس کو!

کشتور، میں یہ سوچ رہا تھا کہ آج انھوں نے گھنٹی کی آواز سے پہچان لیا ہے کہ تم آ رہے ہو۔ تو کل میری آواز سے پہچان لیں گی کہ میں ڈاکٹر کے پاس جانے کا بہانہ کر کے تمھارے ہاں تاش کھینچنے آ رہا ہوں۔ — زمی کی یوں بسر نہ ہو سکے گی نرائن۔ — یہ شرک ہو مزہب رہی ہیں ملک بدن۔

نوائن : (ہنستا ہے) اماں یہ شرک ہو مزہب بھی ایک ہی کائنات تھا۔ جوتے کی نوک دیکھ کر یہ بتا دیتا تھا کہ اس کے چننے والی ناک میٹر می ہے۔ پچھری سے مہلے کی حالت، سگرٹ کی راکھ سے آنکھوں کا رنگ اور سیٹ سے پردوں کی شکل بتا دیتا اس کے نزدیک معمولی کام تھا۔

لاجوتی : یہ سب فرضی قصے ہیں۔ جھوٹ موٹ کی باتیں۔

نوائن : جھوٹ موٹ کی باتیں — کیا کہہ رہی ہیں آپ بھابی جان۔

لاجوتی : یہ سب کہانیاں ہیں بابا، ان میں کچھ کہاں، جس نے چاہا گپ ہانک دی۔ — بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے — مجھے کہتے تو ہیں اپنی طرف سے اسی طرح کی تین چار کہانیاں بنا کر سناؤں۔

نوائن : تو یہ سب کہانیاں ہوتی ہیں؟

لاجوتی : بالکل۔۔۔ فرضی قصے۔۔۔

نوائن : جن کو میں بھی لکھ سکتا ہوں۔

لاجوتی : جب آپ کے دوست لکھ سکتے ہیں تو کیا آپ نہ لکھ سکیں گے۔

نوائن : اماں کیشو، مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اسٹوری رائٹر بھی ہو۔ کیا لکھا کرتے ہو ایسی کہانیاں؟

کشور: جیسی کبھی نکسی تو نہیں، لیکن صبح سے یہ میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں کہ آؤ کہانی
 نکسیں۔۔۔۔۔ آؤ کہانی نکسیں۔۔۔۔۔

نرائن: تو آؤ کہانی نکسیں۔

لاجوتی: آؤ کہانی نکسیں۔

کشور: تینوں مل کر ایک کہانی نکسیں۔۔۔۔۔ بہت اچھا خیال ہے۔۔۔۔۔

ایک کہانی کے تین رائٹر۔۔۔۔۔ شروع کون کرے؟

لاجوتی: جو بڑے دہی کھڑا کھولے۔

کشور: تو تو۔۔۔۔۔ تو تو میں شروع کریں ہوں۔۔۔۔۔ ایک روز کا ذکر ہے۔۔۔۔۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ بابو سالگ رام رات کو بہت دیر سے گھر آیا۔۔۔۔۔ وہ

سخت خوف کھا رہا تھا۔

لاجوتی: اس کی بیوی کمالات کے مٹائے میں چپ چاپ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

کشور: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ بابو سالگ رام پیا پیا ہوا تھا؟

لاجوتی: رات کو وہی لوگ دیر سے آئے ہیں اور ڈرتے ہیں جو بیا ہے ہوتے ہیں۔

کشور: اچھا جیسی تمہاری مرضی۔ تو اس کی بیوی رات کے مٹائے میں اس کا انتظار

کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سالگ رام یہ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔

لاجوتی: کہ اس کی بیوی کو پتہ چل گیا کہ وہ رات کے مٹائے ہار بجے تک برج کھینار جا

ہے اور بیٹنے کی آدمی تنخواہ ہار گیا ہے تو آفت آ جائے گی۔

کشور: یہ تم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے کہ وہ برج کھیل رہا تھا۔ حالانکہ میں

ہا ہتا ہوں کہ وہ رات کو ایک ناچ دیکھ کر آئے۔

لاجنتی : غلج ! قریر اور بھی اچھا ہے — بریے نرائن صاحب ! ہم کہاں تک پہنچے تھے ؟

نرائن : ایک روز کا ذکر ہے ، بابو سالک رام رات کو بہت دیر سے آیا ۔ وہ سخت خفت کھا رہا تھا ۔ اس کی بیوی کلامات کے ستائشے بن چپ چاپ اس کا انتظار کر رہی تھی ۔ سالک رام یہ سوچ رہا تھا

کشور : یہ سوچ رہا تھا کہ وہ عورت جس کا نچ وہ کلب گھر میں دیکھ کر آیا لاجنتی : کتنی حسین تھی ... چاند سا کھڑا ، گوری گوری رنگت ، کالی ناگوں کسے بل ، جب وہ ناچتی تھی تو اس کے سفید ٹخنوں میں بندھے ہوئے گنگھروں کی جھنجھٹا ہٹ کس طرح اس کے دل کی دھڑکنوں میں گھل مل جاتی تھی

نرائن : واہ بھائی واہ !

اس کے سفید ٹخنوں میں بندھے ہوئے گنگھروں کی جھنجھٹا ہٹ ابھی تک گونج رہی تھی ۔

کشور : اس کے کانوں میں ان گنگھروں کی آواز ابھی تک گونج رہی تھی ۔

لاجنتی : اس کے ساتھ ساتھ اس کے کان ان جھڑکیوں اور گالیوں کے بے پناہ شور سننے کے لیے تیار رہو رہے ، جو اس کی بیوی اپنے سینے میں چھپائے بیٹھی تھی ۔

کشور : میں پوچھتا ہوں تم بھی میں اس کی بیوی کا قصہ کیا ہے بیٹھی ہو ۔

لاجنتی : عورت کے بغیر کوئی افسانہ مکمل نہیں ہو سکتا ۔

کشور : ٹھیک ہے ۔ پروہ جھڑکیوں اور گالیوں کے بے پناہ طوفان اپنے سینے میں

کیوں چھپائے بیٹھی ہے ؟

لاجنتی : عورت کیا اپنے حقوق کی حفاظت نہ کرے ؟ — تم جیسے بے ونامر داگر رات

کو دو دو بجے گھر آئیں تو کیا تم راہیہ مطلب ہے کہ محمد میں غمخوش بیٹھی رہیں۔ کچھ دیکھیں۔
گھل گھل کے مر جائیں، تم بیٹھ کر دو، تاج دیکھو، رنگ دلیاں مٹاؤ اور ہم اپنی زبان پر
تمہارے ڈال لیں۔

کشور: میں نے یہ کب کہا ہے۔ میں نے یہ کب کہا ہے۔ تم تو بات بات پر
بھڑک اٹھتی ہو۔ ہم کہاں کی لکھ رہے ہیں بابا۔

لاجپتی: لکھو..... پر میری بات تو سننے لگتیں کوئی ادھیلا رہیں۔ کھولیا۔۔۔ ہاں تو
مسٹر نرائن! ہم کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔

نرائن: (ٹھنڈی سانس بھر کر) بہت دور پہنچ چکے ہیں۔۔۔ ہاں تو یہ لکھا ہے میں نے
..... اس کے ساتھ ساتھ اس کے کان ان جھڑکیوں اور گالیوں کا بے پناہ شور سننے
کے لیے تیار ہو رہے تھے جو اس کی بیوی کھلا اپنے سینے میں چھپاتے بیٹھی تھی۔
کشور: سلگ دام کو اس کی کوئی پروا نہ تھی۔

لاجپتی: اس پر اس ناچنے والی کے عشق کا ثبوت سوار تھا۔
کشور: اس نے دل میں ہی سوچا، مگر فوراً ہی اس کو خیال آیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب
کما سے اپنی بیوی سے بے حد محبت ہے۔

لاجپتی: وہ اپنے آپ کو صوفیہ سے رہا تھا۔ صرف اس لیے کہ اس کے دل سے وہ ڈھور
جو جاتے جو عام طور پر ان مردوں کے دل میں پیدا ہو جاتا کرتا ہے، جو اپنی محبتوں
سے دنیا کر تھیں۔

کشور: اس کا یہ خیال بھی غلط نکلا۔۔۔ دراصل اس کے دل کو کوئی اور چیز ستا رہی تھی۔
لاجپتی: کیا؟

کشور: یہ اس کو معلوم نہیں تھا۔

لاجنتی: یہ بھی عجیب بات ہے۔ اس کو معلوم کیوں نہیں تھا؟

کشور: اس کو معلوم کیوں نہیں تھا؟ مجھے کیا معلوم؟ میں اسے معلوم نہیں تھا۔ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں تھا۔

لاجنتی: مجھے اس قسم کی اوٹ چانگ باتیں پسند نہیں۔ تم ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ اسے

کیوں معلوم نہیں تھا۔ تم یہ کہہ دینے سے کہ اسے معلوم نہیں تھا۔ اپنے سالک رام کو

اس کی مظلوم استری کی آنکھوں میں سرخرو ثابت نہیں کر سکتے، جو سزا میں نے تمہارے

بابو سالک رام کے لیے سوچ رکھی ہے۔ اسے مل کے رہے گی۔ مجھے؟

تمہاری یہ چالاکیاں میرے ساتھ نہ چل سکیں گی۔

کشور: دیکھا نرائن۔ میں تم سے جھوٹ نہیں کہا کرتا۔ یہ عورت بارود کی بنی ہوئی

ہے۔ بارود کی آتش بازی کا پتھر ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ایسی حالت میں فساد

کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

نرائن: مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے۔

لاجنتی: اور مجھ سے؟

نرائن: اور آپ سے میں صرت اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جرحہتی ہیں صیح ہے۔

لاجنتی: میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

کشور: مگر فیصلہ کیا ہوا؟

نرائن: فیصلہ یہ ہے کہ کہانی کو کسی نہ کسی طرح ختم کر دیا جائے۔

کشور: بہت بہتر۔ تو ہم کیا کر رہے تھے؟

نرائن : بیگم رہے تھے کہ حاصل اس کے دل کو کوئی اور چیز ہی سارہی تھی۔ کیا؟
..... یہ اسے معلوم نہیں تھا۔

لاجپتی : اسی اُدھیر میں میں وہ ملان کے قریب پہنچ گیا۔
کشور : اتنی جلد ہی؟

لاجپتی : تم بچ میں نہ بولو جی۔ آپ کیسے مسٹر نرائن!..... اسی اُدھیر میں میں وہ ملان
کے قریب پہنچ گیا۔ اس کی بیوی اب بڑی سبکدوشی سے کمرے میں اس کا
انتظار کر رہی تھی۔ بابو سالک رام بڑے دروازے میں داخل ہوا۔
کشور : کیا ایک ایسی کوئی خیال آیا اور باہر نکل کر مشرک پر ٹھٹھنے لگا۔

لاجپتی : دیکھئے نرائن صاحب، آپ کے دوست اس اختیار سے ناجائز فائدہ
اٹھا رہے ہیں، جو میں نے ہی ان کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔
کشور : کیا اختیار؟..... جھوٹ نہ لولو اللہ..... آج تک تم نے مجھے کوئی اختیار سنی یا
سنا؟۔ میں تو اس گھر میں نوکروں سے بدتر زندگی بسر کر رہا ہوں..... مجھے
کون سا اختیار دیا ہے تم نے، پرانا کے بے جھوٹ نہ بولو۔

لاجپتی : میری جوتی کو کیا غرض پڑی ہے جھوٹ بولنے کی..... ساقول وجہ کے سمجھنے
تو تم ہو..... ابھی پر سوں کی بات ہے، دوستوں کے ساتھ دھکی اڑا کر دات کو
جب آئے تھے اور میں نے پوچھا تھا یہ تیز تیز تھرتھارت سے منہ سے کیسی آ رہی ہے
تو تم نے کیا جواب دیا تھا۔

کشور : میں کیا جانوں، مجھے ہوش تھوڑی تھا۔
نرائن : بھائی میں ایک بات عرض کروں۔

لاجرتی، فرمائیے۔

نرائن :- اس وقت تو آپ کے چہی نے سولہ آنے سچ کہا ہے۔ جتنی کیشور
میں تمہاری ہشت کی داودیتا ہوں، مجھ سے تو آٹا بڑا سچ کبھی نہ بولا جاتا۔
اچھا بھالی، چھوڑیے۔ پرانی باتوں کو ہمیں کوئی ہی کو مکمل کرتا ہے۔

لاجرتی :- کیا لکھا یا تمہا انھوں نے ؟

نرائن :- کہہ کیا ایک اسے کوئی خیال آیا اور وہ باہر نکل کر شرک پر ٹپنے لگا۔
لاجرتی :- بگور یا شرک کوئی باغ تھا۔ خیر، تو لکھئے۔ تھوڑی دیر ٹپنے کے بعد
بابر سالک رام کے قدم اپنے آپ دستانہ کی طرف اٹھنے لگے اور
ابھی وہ اچھی طرح کچھ سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ میٹر عیاں طے کر کے دروازے
کے سامنے تھا۔ اس کی بیوی کو ایسا معلوم ہوا کہ اس کو اپنی آگیا ہے اور
دروازے کے باہر کھڑے۔ دوڑ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

کشور :- مگر اس کو یہ دیکھ کر رشی نا امیدی ہوئی کہ وہ دستانہ کے باہر کوئی بھی تھا
لاجرتی :- کہیے ؟

کشور :- ایسے کہ بابر سالک رام غلطی سے دوسری منزل پر ڈاکٹر ایم چند کے
فلیٹ کو اپنا مکان سمجھ کر پہنچے تھے۔

لاجرتی :- اچھا۔ اچھا۔ کوئی بات نہیں، کوئی بات نہیں۔۔۔ بابر سالک رام
غلطی سے دوسری منزل پر ڈاکٹر ایم چند کے فلیٹ کو اپنا مکان سمجھ
ہوئے تھے۔ یہی لکھا یا سچہ نام نے !۔۔۔ ایسے ٹپنے مشر نرائن۔ اس نے
دستانہ پر دھک دی اور ڈاکٹر ایم چند ڈھٹا ہاتھ میں لیکر باہر نکلا۔

کشور۔ اور بابو سالگ رام سے ان الفاظ میں معذرت طلب کی۔۔۔۔۔ مجھے بے حد
افسوس ہے کہ آپ کی سہری کا وہ ڈنٹا جو میری بیوی نے غسل خانے کا نل
صاف کرنے کے لیے منگوا یا تھا فوراً واپس نہ پہنچا سکا۔ آپ کو بہت تکلیف پہنچی۔
لاجوتی۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ سراسر فخر اکیٹ ہے۔۔۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔۔۔ مسٹر نرائن
میں اس کے خلاف آواز بلند کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ کے دوست مقابلے
میں حمایت ادا کیے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔

نرائن۔ مجھے اس کا پرو پورا احساس ہے۔۔۔۔۔ مگر کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟
لاجوتی۔ بڑے شوق سے!

نرائن۔ کیا یہ جنگ ہے؟

لاجوتی۔ جی ہاں، جنگ ہی تو ہے۔

نرائن۔ تو معاف کیجئے۔ جنگ اور محبت میں ہر چیز بدلا ہوتی ہے۔ آپ کو بھی
تو ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔

لاجوتی۔ ہے تاہم تو کیا میں اس اختیار سے فائدہ اٹھاؤں؟

نرائن۔ کیوں نہیں؟

لاجوتی۔ تو کھئے ساس آسانی سے اس الجھن سے نجات پا کر بابو سالگ رام اپنے

غلیٹ میں پھنسا۔ اس کی بیوی دہلیز میں کھڑی تھی۔ اپنے بچے کو ڈنٹا ہاتھ میں لیے

آتا دیکھ کر اس نے دوڑ کے۔۔۔۔۔ جو بیڑا سے پٹے نظر آئی اٹھالی (ٹھٹھک دند کا آواز)

اور آنے والے حادثے کے لیے تیار ہو کر دروازے کے بیچ میں کھڑی ہو گئی۔

اب بچاؤ اپنے آپ کر۔

کشمور۔ لاجپتی، کہیں کچھ بچے ہنگامہ میرے ہی منہ پر نہ دے مانتا ہے کہ اس ہاتھ کو
 ۔ اگر میرے ہاتھ میں ڈنکا ہوتا تو اور بات تھی۔۔۔ مگر میں تو مانتا ہوں

لاجپتی :- تم زیادہ باتیں نہ بناؤ گی۔ اپنے بابو سالک رام کو بچنے کی کوشش کر۔
 کشمور :- میں پہلے اپنے آپ کو تو بچا لوں۔ پھوٹو دو ان ہنگاموں کو لاجپتی۔ بچے
 بڑی وحشت ہوتی ہے تمہارے اٹھے ہستے ہاتھ سے۔

لاجپتی :- اب دھری رہ گئی ساری چالاک۔ بھاناس مر دھٹے سالک رام کو۔
 کشمور :- بھئی پرانا کہے سے بچے اور بابو سالک رام کو کسی جیسے سے بچاؤ میرا دیکھ تو
 اس نے ان گھر کیوں ہی ستر پریشان کر دیا ہے۔

لاجپتی :- دھنم دھانہ ہنسی، میری حرکت آپ کو مدد کرنے کی اجازت ہے سسر ناتھ :-
 فرائض۔ میں آپ کی اس غایت کا سب سے شکر گزار ہوں۔ تو کیا میں کچھ ایسی مدد کر سکتا ہوں
 لاجپتی :- میں تمام دنیا کے مردوں کو ان کی مدد کی اجازت دیتی ہوں۔ بچے معلوم ہے کہ اب
 کوئی تیل نام نہ کر سکے گا۔

نرانا تھ :- شاید۔ تو بابو سالک رام کی بیوی آئے وہ سے وہ سے کہے بچے تیار ہو کر رہا
 کہ بچہ میں کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ وہ کانپ رہی تھی۔

لاجپتی :- کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔ ٹھیکے سے؟

نرانا تھ :- جی نہیں۔ وہ کانپ رہی تھی۔ اس کا بچہ ڈنکا ہاتھ میں لیے مضبوط ہند میں
 سے اس کا حرکت بڑھ رہا تھا۔ کلا دھڑکے آگے بڑھی اور اپنے جی کے قدموں میں
 گر پڑی۔ ٹھنک دو جاگے کے ہند میں سے آزاد ہو کر تھوڑے رشت پرناؤں میں کھج گئے۔

لاجپتی :- پھر کیا ہوا؟

نرائن :- بابو سالگ رام کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ مجھ نے مجھے ہی نہ صرف اس قدر کہ سنا تھا؟ اور کھانے آنسوؤں بھری آنکھوں میں کہنا شروع کیا۔ مجھے صاف گردنا تھا، مجھے صاف کر دو۔ جو کچھ میں نے کیا وہ صرف تمہاری خاطر تھا۔ صرف تمہاری خاطر میری خاطر؟ بابو سالگ رام نے پوچھا۔ ہاں تمہاری خاطر۔ اگر تھکے سر پر تین ہزار روپے کا قرضہ نہ ہوتا تو میں کبھی ایسا نہ کرتی۔ مجھے صاف کر دو۔ لاجوئی :- یہ کیا پہلی ہے۔ میری بھج میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔

نرائن :- بابو سالگ رام کی سمجھ میں بھی کچھ نہ آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم کیا کد ہی ہرچہ کھالے جواب دیا۔ میں آج رات یونائیٹڈ کلب میں تمہاری اجازت کے بغیر نانچ کے آئی ہوں مجھے اس کے عرض میں ہزار روپے ملے ہیں جہی سے تمہارا قرضہ ادا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ بابو سالگ رام کے منہ سے بے اختیار ایک سیدھی غلی۔ وہ اس سے لپٹ گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا راجہ اس کے لباس میں یونائیٹڈ کلب کے اسٹیج پر آج رہی تھیں۔۔۔۔۔ میں بھی تو وہیں موجود تھا۔

لاجوئی :- پھر کیا ہوا؟

نرائن :- پھر کیا ہوا تھا۔ بابو سالگ رام اور کلا ٹوٹی خوشی خوشی کمرے میں جا کر سو گئے اور ساری رات ان دونوں کے کانوں میں گنگنہروں کی جھنناہٹ گونجتی رہی۔۔۔۔۔ اچھا پر نام بھابی۔۔۔۔۔ گڈ ٹائٹ اور لڈ بوائے۔۔۔۔۔ میری دعا ہے کہ آج رات آپ دونوں کے کانوں میں بھی گنگنہروں بجتے رہیں۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ تاش کھلیں

لاجنتی :- (اپنے پتی سے اشتیاق بھرے لہجے میں) آؤ تاش کھلیں۔
کشور :- (چونک کر) کیا کیا؟

لاجنتی :- کیا بھرے ہو گئے ہو۔ کل بھی پر بھر چلائی رہی اور تم نے خاک و رُسک
— یہ سگڑوں کی خٹکی نہیں تو اور کیا ہے؟ — کانوں میں یادام دھن کریں نہیں لگاتے؟
کشور :- نفسے بعد میں تجوز کرنا پہلے یہ بتاؤ تم کہ کیا نہی تھیں؟
لاجنتی :- کہہ رہی تھی، آؤ تاش کھلیں۔

کشور :- تاش کھلیں، یہ بھی کوئی وقت تاش کھیلنے کا ہے۔ تم تو بے وقت کی شہنائی ہو۔
لاجنتی :- اچھا یہ آج معلوم ہوا کہ تاش کھیلنے کا بھی ایک خاص وقت اور ایک خاص گن
ہوتی ہے۔

کشور :- میرا مطلب یہ تھا کہ جس طرح سیر کرنے کا وقت صبح سویرے یا نام ہوتا ہے اسی طرح
تاش کھیلنے کا بھی ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ ہر چیز کا ایک نہ ایک وقت ہوتا ہے۔ گانا

دی اچھا جو دقت پر لگایا جائے۔ پانے صبحی اور چار بجے ہی ابھی لگتی ہے۔ سگڑت بیک
میں آندھی میں اور اندھیرے میں اچھا نہیں لگتا۔ کھا کے، نہا کے، سو کے، اور نہ
دھو کے ہی اچھا لگتا ہے۔

لاجوتی بہ اور میں جانتے پر تو رچھوں کہ آپ کے خوش خوش دکھائی دینے لاکون سادقت مفور
ہے۔ میں نے توجہ دیکھا تھیں جلا بھنا ہی دیکھا۔ گھر میں ایک دوا تھے بول منہ
سے نکالنا بھی تھیں خود بہر سلوم ہوتا ہے۔ کوئی موٹی ایکٹرس بیٹھی ہو تو چنانچہ شاخ
باتیں شروع کر دوں جلا بھج گھوڑی سے قصیں واسطہ ہی کیا ہے۔ تاش کھیتے کو کہا تو
پانے پینے اور موٹے سگڑت پینے کے دقت بتانے شروع کر دیے۔ جلا تاش کھیتے
سے ان کا کیا واسطہ۔ کھیل جب کھیل کھیل ہے اور جب کھیل کھیل جائے، وہی اس کا وقت
کشور۔ بس میرے منہ سے بات نکلی نہیں کہ پکڑی گئی۔ اچھا لاؤ تاش کھیلیں۔

لاجوتی بہ۔ گھر یا میرے باپ دادا پر بڑا احسان ہو رہا ہے۔ اگر میں کھیلنا ہے تو نہ کھیلو،
کوئی زبردستی تھوڑی ہے۔ ذرا کھینے میں اپنی شکل تو دیکھو، مکرم کے ظلام ہے
ہوئے برا کیا یہی منہ کے کولب میں تاش کھیل کر تے ہو؟

کشور بہ۔ تم اب اس قصے کو چھوڑنا۔ آؤ تاش کھیلیں۔

لاجوتی بہ۔ تھاکے ساتھ کوئی بازی لگا کر کھیلے تو میں مزہ بھی آئے۔ میں تھکے ساتھ
کھیلوں گی تو نہ کوئی داؤ ہو گا نہ شرط، جلا ایسے سکے کھیل سے تمہیں کیا دلچسپی گرو
سے دس بیس روپے کھانے کا ڈھ ہر تو نہ کھیلو بھی۔

کشور بہ۔ میں اب کہ جو رہا ہوں کہ لاؤ تاش کھیلنا ہوں۔ اب کیا اسٹام کھدوں۔
— پر میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں بیٹھے بیٹھے آج یہ تاش کھیلنے کی کیا ضرورت ہے؟ —

تاش کے پتے زنجیر سے تم پکڑ نہیں سکتیں۔ کیلنگی کیا خاک۔
 لاجبوتی۔ تم ماں کے پیٹ سے تو یہ سب کھیل سکتے کہ نہیں آتے۔ دو دن کیلوں کی
 سب بچہ میں آجائے گا اور پھر تاس کھیلنے میں کون سے پہلے یاد کر پڑے
 ہیں۔ جس کا پتا بڑا ہوا وہ جیت گیا۔

کشور۔ لاؤ تاش کہاں ہے ؟
 لاجبوتی۔ یہ لو (تاش کے پتے پھینٹنے کی آواز)
 کشور۔ ذرا سلیقے سے ملاؤ، یہ کیا کر رہی ہو۔ پیٹ میں اٹھو سے پھینٹے جلتے ہیں
 پھانچ میں خال پشک رہی ہو۔

لاجبوتی۔ مجھے نہ پڑھاؤ، میں تمہاری سب چال بازیاں سمجھتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ لو اب ہاتھ۔
 میں ایسی کی ایسی تاش کھیلے ہاتھ میں لے دیتی اور تم سب اچھے پتے لے جاتے۔
 ۔۔۔۔۔ لو اب جلدی سے بانٹ دو۔ کوئی گڑبڑ کی تو یاد رکھنا لڑائی ہو جائے گی۔
 کشور۔ دو ڈھیریاں بنا دیتا ہوں، ہر چاہی گئے اٹھالو۔ (میز پر ڈھیریاں بنانے کی آواز)
 لاجبوتی۔ اٹھالی۔

کشور۔ لو اب چٹا کر دو۔
 لاجبوتی۔ تم گروہ ہم کیوں مگر۔
 کشور۔ گرے ہوئے کو کیا گراتی ہو لاجبوتی
 لاجبوتی۔ اب گئے۔۔۔۔۔

کشور۔ لو بابا۔۔۔۔۔ اف کرنے کی بھی تو ہارت نہیں۔۔۔۔۔ یہ (میز پر چٹا چیکتا
 ہے)۔۔۔۔۔ حکم لاؤ۔

لا جوتی :- ٹھیرو..... ٹھیرو..... اس گر کوں جیتے گا..... ہاں ہاں..... (دپٹا
 چھکنے کی آواز) حکم کا غلام..... (دھنستی ہے) جیت لیا، جیت لیا..... چلو اب
 دوسرا آؤ۔

کشور :- اب تمہاری باری ہے۔

لا جوتی :- واہ، ایک تو ہم پانچ ہیں اور پھر ہم ہی پتا کریں۔ یہ کہاں کا دستور ہے؟
 کشور :- تم پتا کرو۔ پرانا کس لیے میرا منہ نہ پاؤ۔ اب تمہاری باری ہے۔ جو
 جیتا ہے، وہی کھلا کرتا ہے۔

لا جوتی :- تو.... ہم بالکل چھوٹا پتہ ملیں گے۔ یہی سہی..... یہیں کیا ضرورت ہے
 اچھا پتا کھینچنے کی، یہ لو، ہم نے پان کی جی کھیل۔
 کشور :- اور ہم نے چوکے سے اٹھالی۔

لا جوتی :- کبھی مجھے اٹھا کے رکھو جب جانوں۔ چوکے میں تم مجھے گندے آدیلا
 کر کبھی کھینچنے دو۔

کشور :- اب تم بچ میں یہ چوکہ اور سوئی کا جھگڑا کیا ہے جیسی پرہم تاش کھیل رہے
 ہیں۔ باورچی خانے میں بیٹھے چڑھے نہیں سلگا رہے۔

لا جوتی :- باورچی خانے میں کبھی چوکھا سلگا تا بڑے بائے تو اتنی یاد آجائے تیں۔
 باورچی خانے میں بیٹھے چڑھے نہیں سلگا رہے۔ کیا جھولے سے منہ کے ساتھ
 تم نے یوگ دیا ہے۔ کوئی سمجھو یہ چوکھا سلگانا معمولی کام ہے۔ میری آنکھیں خراب
 ہو گئی ہیں ہر لفظ کے دھوکے میں سے، سمجھائی کم دینے لگا ہے اور ابھی یہ چڑھے
 سلگانے کا کام بڑا آسان ہے، بڑا معمولی ہے.....

قاعدے اور پرانے قانون کو ٹھنسنے کے لیے اپنی پیاری جانیں لے رہے ہیں۔
 جتنا گاندھی اور ٹنٹ جواہر لال جی نے قیدیوں کو نہیں کہنے قاعدے اور نئے
 قانون نہیں اور تم وہی لکیر کے فقیر بنے رہے۔ ذرا کبھی عقل سے بھی کام لیا
 کرو۔ شاہزادی کو شہ لے گیا۔ اس لیے کہ وہ اسی کی تھی۔ پر یہ ہوا کہ جس نے سر
 شہزادہ کیوں سب کا بیٹا ہوا۔ اسے کیوں بڑا بنا دیا گیا ہے؟ بتاؤ اس کو۔
 اگر باون چھل میں سے ایک یہ کم ہو جائے تو کیا فرق چڑھنے لگا۔ قاعدے بنانے
 ہوئے ہیں۔ دستور یہ ہے، فوج ایسے کھیل پر۔ اور ہاں، میں تم سے یہ تو
 پوچھوں کہ تمہارے قاعدے بنانے والوں نے تاش میں استریاں کتنی رکھی ہیں؟
 کشور۔ استریاں کتنی رکھی ہیں، کس نے؟

لاجوڑتی۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ تاش میں کتنے تھے استریاں ہیں۔ یعنی عورتیں کتنی ہیں؟
 کشور۔ استریاں۔۔۔ عورتیں؟۔۔۔ تمہیں ہر وقت ان باتوں ہی کو کھٹکنا رہتا ہے۔
 سارا دن تمہارے پاس رہتا ہوں، پھر بھی تمہارا ٹک دوڑ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ میں
 تمہارے سوا کسی اور استری کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔
 لاجوڑتی۔ دیکھ لکھا کر ہنستی تھا چور کی وارنٹی میں نکلا۔۔۔ اچی جناب میں یہ پوچھ
 رہی ہوں کہ اس تاش میں کتنے تھے ایسے ہیں جو ٹنٹ ہیں۔
 کشور۔ (گھبراہٹ سے) تم یہ پوچھ رہی تھیں کہ تاش میں کتنے ٹنٹ ایسے ہیں جیسے ہیں
 اند میں یہ سمجھا کہ تو پوچھ رہی ہو۔۔۔۔۔ لو ابھی بتائے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ تاش
 میں اتنی عورتیں۔۔۔۔۔ نہیں، اتنے تھے عورتیں ہیں۔۔۔۔۔ دکی۔۔۔۔۔ جگتی
 ۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اور یہ کلم۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔

لاجوتی :- بس کرو۔ فقط تمیں۔ باون پوند میں صرف تین۔ تم لوگ اسچاس اور مہتر
تین۔ یہ بھی عجب انصاف ہے۔ سچ فرمے کہ اس تاجر نے دانے واہ کوئی مرد
طرف دار۔ بڑا بے انصاف آدمی تھا۔

کشور :- اسے تم تو تین قبول رہی ہو، اگر چہ میں ایک فقط نکم ہی ہوئی تو باقی کا کوئی
مقابلہ کرنے کو کافی سے زیادہ تھی۔

لاجوتی :- اس فروج کا سپہ سالار تمہیں بنا یا ہوا۔ کیا اچھے لگتے، ایک عورت کا مقابلہ
کرتے، کوئی پوچھتا۔ یہ فروج کس دکن پر دھاوا بول رہی ہے تو جواب دیتے
ایک نہتی عورت پر۔ مردانگی اسی کا نام ہے۔

کشور :- بات میں بات نکالتی ہو۔ دل سے نیوڑا لیتی ہو اور پھر انیٹ پرائیٹ
اور منے پر دوا چڑھاتی ہو اور جس بات کو کہہ دیتی ہو پھر بھیا نہیں بھوڑتی ہو۔
کاجہ کا دماغ پایا ہے۔

لاجوتی :- صاف صاف کیوں نہیں کہتے، کہ کا دماغ پایا ہے۔ توفہ بات بات پر چلانے
کی مروت تمہاری ہی ہے۔ فروج تم سے کوئی بچے۔ میری باتیں تو طوطی کی ہوتی ہیں۔
کشور :- یعنی تم بات کرتی ہو تو لوں معلوم ہوتا ہے۔ منہ سے نعل جھڑپے ہیں کیوں؟
— پرتاش بازی کے پھول، جو کیلے کو بلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔

لاجوتی :- تمہاری طرح نہیں کہ بات کرتے جاتے ہو اور سونیاں کیلے میں چھوڑے جاتے
ہو۔ ایک ایک تمہاری بات ایک ایک تیر اور وہ بھی نہر میں بکھا ہوا۔ اس لیے
فر میں بھوسے سے بات نہیں کرتی۔ میں نے بھلا کیا کہا تھا۔ یہی ناکہ آؤ تا مش
کھیلیں۔ بس اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

کشور۔ میں نے افسانہ تو نہیں کیا تم ہی دلائل سے کر بیٹھتی ہو جو ختم ہی نہیں ہوتی۔
 تاش کھیلنے بیٹھ گیا تو شروع ہو گئیں شہزادی کوٹا کیوں لائے۔ اس کے کوئی
 یوں نہ اٹھائے۔ تاش بننے والا۔۔۔۔۔

لاجوتی: بے شک گدھا تھا۔ پاچی تھا، سے اب سنا اور مجھے چھڑو۔
 کشور: لاجوتی۔۔۔۔۔

لاجوتی: اس موسمے تاش بنانے والے پر سات جھاڑو اور حقے کا پانی۔ اور
 کشور: اچھا بھئی تو بہ ہوئی۔ توبہ، میری توبہ۔ آؤ تاش کھیلو۔

لاجوتی: جاؤ اب نہیں کھیلتی، کھیلے میری جوتی کھیلے میری پنیرا، سنا کہ نہیں۔
 تم جاؤ۔ ان مرنی انگلیوں سے تاش کھیلو۔ تم کو انھیں سے کھیلنے میں خراہا ہے۔

کشور: ارے ارے۔۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔۔ آنا ختم۔ بات کا بنگلہ اسی کو کھتے ہیں۔
 سے اب ختم جانے دو۔ اب میں کچھ کموں تو جو چور کی سزا دے میری۔

لاجوتی:۔۔ بات کا بنگلہ کہ دیا اور کچھ کہا ہی نہیں۔ وہ تھیں ہو جو پھسری کا جھگڑ
 کہتے ہو۔ آگ لگے اس کھیل کو، جھاڑو پھسے اس کھیل پر، میں درگزر ہی ایسا

کھیل کھیلنے سے، موا کھیل نہ ہوا، جان کا وبال ہوا۔ اتنی لڑائی لڑتے ٹکڑے
 اس دلی سے کھیل کے واسطے چولھے میں جائے کھیل اور بٹریں جائے کھیلنے والا۔

(تاش نور سے میز پر پھینکتی ہے۔ اس کی آواز)

کشور: اب چولھے بھاڑیں مجھے جھنڈ چکیں۔ دل ختم ہو گیا نا۔۔۔۔۔
 اب تاش کھیلو۔

لاجوتی: تاش کھیلے میری بلا۔ تم جاؤ۔ ان اپنی ہوتیوں سوتیوں کے ساتھ تاش کھیلو۔

کشور۔ میں کپڑے تبدیل کر کے ابھی آتا ہوں۔ تم انہیں کھیل دکھاؤ۔
 نرائن :- اچھا بھئی تمہاری مرضی (تھوڑا سا وقفہ)..... بھائی آج کشتہ بڑا گھبراہٹ گھبراہٹ
 دکھائی دیتا ہے۔

لاجپتی :- تجھے کیا معلوم، آپ جانتے ہوں گے۔ کسی ایکٹرس میں کٹرس کے ہاں جانے
 کی ٹھکان ہوگی۔ ان کے راز تو صرف آپ ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔

نرائن :- نہ نہ نہ..... تجھ سے قسم لے بیٹھے جو تجھے معلوم ہو کہ آج اس کے من میں
 کیا ہے۔ میں آج ادھر آیا ہوں تو صرف اس لیے کہ جرنیل کھیل سیکھا ہے آپ کو دکھانا ہی نہ
 جیسا دلچسپ کھیل ہے..... دکھائیں آپ کو؟

لاجپتی :- دکھائیے، پر آپ کیا چاہتے ہیں کہ آج ان کی کسی کے ساتھ پامٹ منٹ
 نہیں ہے؟

نرائن :- (دانش چھپتے ہوئے) جی ہاں آپ اس میں سے۔۔۔ ہاں کیا کیا آپ نے؟
 لاجپتی :- کچھ بھی نہیں..... ہاں جی ہاں پاتا.....

نرائن :- آپ ان میں سے کچھ نہیں لگی۔ میں آپ کو بغیر دیکھے بتا دوں گا۔ ہمیں آپ۔۔۔
 بغیر دیکھے رہتی ہیں؛ بالکل نہیں دیکھیں، اور آپ کو آپ کا کہیں پاتا بتا دوں گا۔ بغیر
 دیکھے.....

لاجپتی :- بغیر دیکھے..... ہوں..... پر آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ دوسرے کمرے
 میں کیا کرنے گئے ہیں؟

نرائن :- (دانش چھپتے ہوئے) بغیر دیکھے..... (چومک کر) کیا کیا آپ نے؟
 لاجپتی :- کچھ بھی نہیں..... ان کو بغیر دیکھے آپ میرا چہرہ ہوا پاتا بتا دیں گے.....

بھلا وہ کیسے ؟

نرائن :- ایسے ایسے کہ میں ناش کے یہ سارے پتے آپ کے سامنے یوں پھیلاتا جاؤں گا آپ ان میں سے کوئی سا پتا یعنی جہاں آپ چاہیں کھینچ لیں۔ پر مجھے نہ بتائیں کہ وہ کون سا پتا ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو بتا دوں گا کہ آپ کا پتا کیا تھا کیوں کیسا ہے یہ کھیل ؟

لاجرنتی :- پھیلا کیسے پتے !

نرائن :- یہ رہے ہاں ہاں کوئی سا پتا کھینچ لیں تو کھینچ لیا آپ نے ؟

لاجرنتی :- پان کا پتا کھینچا ہے۔

نرائن :- آپ نے پان کا پتا ہی کھینچا ہوگا پر مجھے کیوں بتا دیا۔ آپ پتا کھینچیں، پر مجھے نہ بتائیں۔ یہ بتا نہ ہی تو اصل چیز ہے یعنی دیکھئے تاکہ مجھے بغیر دیکھے آپ کا کھینچنا ہوا پتا بتا نہ ہے۔ سو اب آپ جو پتا کھینچیں مجھے نہ بتائیں بلکہ اپنے دل میں رکھیں اور دیکھیں کہ میں ٹھیک بتا ہوں کہ غلط یہ مجھے ایک پتا اور کھینچتے کھینچتے کیا ؟

لاجرنتی :- ہاں کھینچ لیا ؟

نرائن :- (ناش پھینکتے ہوئے) اب میں یہ سارے پتے آپ کو دے دیتا ہوں۔ آپ جہاں چاہیں اپنا پتا رکھ دیں۔

لاجرنتی :- لا مجھے (ناش پھینکتی ہے) رکھ دیں۔

نرائن :- لا مجھے (ناش پھینکتا ہے) رکھ دیا اور آپ نے لاجی دیا بہت اچھا کیا یہ مجھے اب میں آپ کو آپ کا پتا بتاتا ہوں۔ پر آپ کو اس پتے کا ؟

لا جوتی :- یاد ہے ۔ اینٹ کی تکی تھی

نرائن :- اے لڑا، آپ نے پھر مجھ سے اپنا پتا گد ویا..... اسے بھابی جان، آپ
دل میں یاد رکھیے، مجھ سے کئے نہیں..... (تھک ہار کر، اب میں آپ کو
یکے بھاؤں؟ دیکئے ہو پتا آپ کی نہیں، اسے اس طور پر دیکھیں کہ میں دیکھنے نہ
پاؤں اور پھر اس کو دل میں یاد رکھیں اور مجھے ہرگز ہرگز نہ بتائیں..... میرے
پوچھنے پر بھی نہ بتائیں..... سمجھیں آپ؟

لا جوتی :- اب میں بالکل سمجھ گئی۔ لائیے پتا کھینچوں؟

نرائن :- (تاش پھینکتے ہوئے) میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا خیال رہے گا نہ آپ کو،
لا جوتی :- ہاں ہاں کیوں نہیں۔ پر آپ جلدی کیجئے۔ مجھے دوسرے کمرے میں تاکر
چاہیہا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

نرائن :- (دوسرے کمرے میں؟..... ہاں ہاں، بڑے شوق سے آپ کا سر سے
کمرے میں جا کر اپنا پتا ملا سکتی ہیں، میں پھر بھی آپ کو بتا دوں گا..... ٹھیل ہے
مناق نہیں ہے۔

لا جوتی :- آپ پتا کھرا لئیے۔

نرائن :- (تاش پھینکتے ہوئے) یہ رہئے۔

لا جوتی :- پہنچ لیا۔

نرائن :- یہ لیئے تاش، اب اس میں مل دیکھئے۔

لا جوتی :- (تاش پھینکتے ہوئے) ملا دیا۔

نرائن :- اے واپس دیکھئے (تاش پھینکتے ہوئے) دیکھئے اب میں نے سب کچھ پیٹ

دیکھتے ہیں، دیکھا آپ نے؟۔۔۔ سب کے سب مٹا دیے۔ آپ تو مجھے نہیں
 معلوم کہ آپ کا پتا کہاں ہے۔۔۔۔۔ خیر اس کو چھوڑیے، آپ کو پتا خوب یاد
 ہے نا؟۔۔۔ کہیں بھول تو نہیں گئیں؟

لاہوتی :- بھول کیسے سکتی ہوں۔ پان کا شاخہ

نوائن :- دماش کی گڑھی دوستے میز پر پکے ہوئے پان کا شاخہ ہرگا پرکس۔۔۔

کس الحق نے آپ سے کہا کہ آپ بتا دیں۔۔۔ میں۔۔۔ میں اب کیا کہوں۔ اسے

بھنی تو بہ۔۔۔۔۔ تو بہ۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیر چٹے، ایک با آپ پھر کھینچتے۔ دراصل میں چلتا

ہوں کہ آپ یہ کھیل ضرور کھیں۔۔۔۔۔ یقیناً نیچے بہت دلچسپ ہے۔

لاہوتی :- دراز دارانہ ہے، ٹھیر چٹے میں فراہم کھوں تو وہ دوسرے کمرے میں

اتنی دیر سے کر کیا رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں ابھی آئی۔

نوائن :- اور یہ کھیل؟۔۔۔۔۔ یہ کھیں۔۔۔۔۔ بھائی جان، بھائی جان۔۔۔۔۔ کھئے تو۔۔۔ یہ

کھیل جو ہیں ابھی ابھی سیکھ کے آیا ہوں۔۔۔۔۔ چلی گئیں دماش کے پتے پھینکا ٹھوس

کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ چونک کر کشور۔۔۔۔۔ کشور۔۔۔۔۔ ذرا ادھر آؤ۔۔۔۔۔ یہاں ٹھیر

ایک کھیل دیکھو۔

کشور :- کیسا کھیل؟

نوائن :- اسے بھئی دماش کا اور کس کا۔۔۔۔۔ دیکھو گے تو برش گم ہر جائیں گے۔۔۔۔۔ یہ لو

میں پتے پھیلاتا ہوں، تم ان میں سے کوئی سا پتا کھینچ لو۔۔۔۔۔ اور اسے دیکھ کر دماش

میں مٹا دو۔ پر مجھے نہ بتانا کہ تمہارا کوئی سا پتا تھا، جگہ، میں بن دیکھے تمہارا پتا بتاؤ

یعنی دیکھو بغیر۔۔۔ کیوں؟۔۔۔۔۔ کیسا ہے یہ کھیل؟

کشور۔ اچھا ہے، لیکن پرکھی دکھاتا۔۔۔ اس وقت کوئی اور کھیل دیکھنے کو بیجا ہوتا ہے۔
 نرائن ۱۔ لیکن کشور۔۔۔ تم سن تولو۔۔۔ شاید تم مجھے نہیں۔۔۔ میں یہ سب پتے تھاکر
 مٹے پھولا، جاؤں گا اور تم سے کہوں گا کہ ان میں کوئی سا کھینچ لو۔۔۔
 کشور۔ یہ بھاس بند کرو۔۔۔ چلو چلو، اٹھو۔۔۔ ارے تم سنتے ہو کہ نہیں۔۔۔ پشتر
 اس کے کوہٹکے ہیں یہاں سے چل دینا چاہتے۔ کھیل شروع ہونے میں
 صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

نرائن ۱۔ میں بس ایک منٹ میں اپنا کھیل ختم کر دوں گا کشور۔۔۔ تم فلا یہاں شیونام۔
 دیکھو یہ رہے پتے۔۔۔ میں ابھی ابھی یہ کھیل سیکھ کر آ رہا ہوں۔۔۔ اور مجھے
 یقین ہے کہ تم اسے پسند کرو گے۔۔۔ میں تمہارا پتا بن دیکھے بتا دوں گا۔۔۔
 بن دیکھے۔۔۔

کشور۔ (نرائن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے) بند کرتے ہو کہ نہیں اس کو اس کو۔
 نرائن ۱۔ (منہ بند ہے۔ لیکن ہوسے ہلا جاتا ہے) کشور صرف ایک منٹ لگے گا۔
 اور تم یہ کھیل دیکھ لو گے۔۔۔ یقیناً فوراً مت دل چسپ ہے۔۔۔ میں بن
 دیکھے۔۔۔

(فیڈاؤٹ)

آؤ خط سنو

کشور ۱۔ (اپنی پیروی سے، اشتیاق جبر سے لےجیں، ادھر آؤ خط سنو۔

لاجوتی ۱۔ (دور سے، کیا کہا؟

کشور ۲۔ میں کتا ہوں ادھر آؤ خط سنو۔

لاجوتی ۲۔ کوئی احد کام نہ کروں۔ (غصتے ہیں، لوساؤ کیا کہتے ہو؟

کشور ۳۔ (گھبرا کر) میں کیا کر رہا تھا؟ ہاں دیکھو لاجوتی، پوند سے خزانہ کا خط آیا ہے، بے چارہ پچھلے دنوں بہت تکلیف میں تھا..... اس نے یہاں سے ایک کتاب منگوائی ہے اور لکھا ہے.....

لاجوتی ۳۔ اور ہاں وہ دوست جو آپ کی کتاب مینہ ہوا مانگ کرے گیا تھا ابی

تک واپس کیوں نہیں لایا..... آپ کے دوستوں کی یہی باتیں تو مجھے اچھی نہیں لگتیں۔

یہ الماری سب کتابوں سے بھری ہوئی تھی اور آج اس میں ایک کتاب گھر نہیں آئی۔

پوسٹ میں جاتیں یا پھر پوسٹے دوست ایک بھی نامل تو نہیں رہا پڑھنے کے لیے۔

سب کے سب آپ نے اپنے بار دوستوں کی نذر کر دیے ہیں۔ ایک خط گھر میں

دل بہانے کا یہی سامان تھا سو وہ بھی غارت ہوا۔

لاجنتی۔ چرستی کیسے؟..... بینک کی کافی جس دن سے آپنے ہر کے نیچے دبا کر قرضہ
ہے میں نے ایک حرفت بھی نہیں پڑھا۔ کل فضا اخبار دیکھنے لگی تھی کہ سر میں
دو ضرورع ہو گیا۔۔۔۔۔ آج آپ اتنی مہربانی کیجئے کہ میری بینک کی کافی بنوا
ایجے۔۔۔۔۔ مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے اس کے بغیر۔

کشور۔ آج ہی مرمت کرا لاؤں گا۔ اور اگر یہاں نمائندہ ہو تا تو مفت ہی میں یہ کام ہو
جاتا۔ یہاں جب وہ بینک سازوں کی دکان پر فزکر تھا تو کتنا آرام تھا۔ تمساری یہ بینک
بھی تو اسی نے لا کر دی تھی۔
لاجنتی۔۔۔۔۔ جی ہاں وہی لائے تھے۔

کشور۔ آج کل وہ پونہ میں ہے۔ پچھلے دنوں بے چارہ بہت پریشان تھا۔ آج صبح
اس کا خط آیا ہے، لکھتا ہے کہ مجھے تارا پور کی دکان سے.....
لاجنتی۔۔۔۔۔ میں آپ کو بتانا قبول ہی گئی تھی کل شام کو تارا پور کی دکان سے ایک آدمی بل
لے کر آیا تھا۔ یہ آپ نے ساٹھ روپے کی کتابیں ایک جھینے میں خرید کر کہاں
غائب کر دیں..... یہاں گھر میں تو ایک کو بھی آنا نصیب نہیں ہوا۔

کشور۔ یہ کتابیں میری اپنی نہیں تھیں۔ دفتر میں ایک لائبریری کھولی گئی ہے اور
اس کا انچارج مجھے بنایا گیا ہے۔ یہ ساری کتابیں اسی لائبریری کے لیے خریدی گئی
ہیں اور اس کا بل وہی ادا کریں گے۔۔۔۔۔ تم میری بات تو سن لو..... یہ بیچ میں کتابوں
کا لروں اور تمہوں کے جھگڑے کیا لے بیٹھتی ہو۔ نمائندہ لکھتا آیا ہے، بے چارہ بڑی
پریشانی میں تھا اور تمہیں کچھ پرواہی نہیں..... لو فضا دھیان سے منو..... اس نے
پونہ سے خط لکھا ہے.....

لاجوتی بدھیرے، ابھی سنتی ہوں..... چلے یہ بتانے کہ آپ نے وہ خط تو پرست کر دیا
 ہمیں نے کل اپنی سیلیوں کو گلے تھے۔ یا اب تک آپ کی حبیب ہی میں پڑے ہیں؟
 کشورہ۔ دنگ آگ حبیب میں پڑے ہوں گے تو کون سی آلت آجائگی۔ تمہاری سیلیاں اڈ
 ان کے خط جائیں جاڑیں۔ میں ڈیڑھ گھنٹہ سے اپنے دوست کی ایک بات تمہیں
 سننے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم بیچ میں ٹوک ٹوک دیتی ہو۔ آخر یہ کیا مذاق ہے؟
 تمہیں جو کچھ کہنا ہے ایک بار کہ ڈالو، تاکو میں پھر آرام سے تمہیں اس کا خط سنا سکوں۔
 لاجوتی۔ میری سیلیوں اور ان کے خطوں کو جو ملے جاڑیں جھونک چکے، کبیر ٹھنڈا ہو گیا؟
 لو اب سناؤ، کیا سنا ہے۔ میں نے بھلا کیا کہا تھا جو تم نے یوں چلتا نا شروع کر دیا۔

کشورہ۔ تمہاری زبان تو قینچی کی طرح چلتی ہے۔

لاجوتی۔ آپ کہیں تو منہ میں بخیہ بھر لوں۔

کشورہ۔ تم تو پیسی کرتی ہو۔ بات سے بات نکالتی جاتی ہو۔

لاجوتی۔ آپ کی طرح چار کے رفو نہیں کرتی۔

کشورہ۔ اور تم اپنی تقریر کی نگار یاں نہیں دیکھتیں۔ باتیں کرتی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی جاتی ہو۔
 لاجوتی۔ یہ آپ نے نیا سنگہ بھرا۔

کشورہ۔ اور یہ آڑی بیروت تم نے نئی شروع کی۔

لاجوتی۔ بیٹی میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس مونا ٹھنڈی کو بند کر دو۔ تمہاری سنگر

شین تو کبھی بند ہوگی۔ آؤ کوئی کام کی بات کریں۔ کچھ سوچیں۔

کشورہ۔ کیا سوچو گی تم؟۔ کچھ سوچ بھی سکتی ہو۔ اگر تمہارے دماغ میں سوچ

بھارا کا مادہ ہوتا تو آج منے کو دست پر دست آتے۔ اس لارنگ ہلدی کے

(نرائن کھانسا ہوا داخل ہوتا ہے)

نرائن :- اور اس ڈاک سے وہ خود آگیا ہے۔۔۔۔۔ آداب عرض بھابی جان۔
لاجوتی :- آپ..... آپ کیسے آگئے؟

کشور :- تم..... تم..... کیسے آگئے؟..... ابھی ابھی تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ میں اس کو بتا رہا تھا کہ صبح کی ڈاک سے تمہارا خط آیا ہے۔ جس میں تم نے.....
نرائن :- چھوڑو اس خط کو..... یہ بتاؤ تمہاری صحت کیسی رہی..... مٹا اچھا ہے نا؟
اور بھابی جان آپ؟..... آپ کیسی ہیں؟

لاجوتی :- پر مٹا کا شکر ہے۔

کشور :- نرائن تم کو واپس لاہور میں دیکھ کر کتنی خوشی ہوئی ہے۔ سناؤ کلام کیسا چل رہا ہے۔ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ.....

نرائن :- چھوڑو اس خط کو..... یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے اندر کوئی چیز کم یا زیادہ تو معلوم نہیں ہوئی؟۔۔۔۔۔ بھابی جان آپ بھی سوچ کر بتائیں۔

کشور :- کوئی چیز کم یا زیادہ؟۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم دبلے ہو گئے ہو۔

نرائن :- تمہاری آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں۔ میرا ذہن آشوب ہو رہا ہے۔

لاجوتی :- آپ نے اپنی منجھیں ذرا ہلکی کرالی ہیں۔

نرائن :- غلط، آپ کی آنکھیں بھی کمزور ہیں۔

لاجوتی :- ٹھیک ہے، اس لیے کہ میں عینک کے بغیر ہوں۔

نرائن :- آپ نے بہت اچھا کیا جو عینک آماروی۔ میری طرف دیکھئے، میں نے بھی

تو ہمیشہ کے لیے آمارہ چھینکی ہے اور اب میں نے قسم کھالی ہے کہ آئندہ کبھی اس

صفتی چیز کو استعمال نہیں کروں گا۔ بھابی جان آپ کو معلوم نہیں کہ اس بظاہر بے ضرر شے نے میری زندگی پر کتنا بڑا اثر ڈالا ہے۔ آپ اور کشور۔ آپ اور فریم میں بڑے ہوتے ہیں مجھے تباہی اور بربادی کے کنا سے پہنچا دیا۔ یہ تو بڑا تباہی مہربانی تھی کہ میں بچ گیا۔ ورنہ آج آپ سے یہ باتیں کرنے کا موقع کبھی نہ ملتا۔۔۔۔۔ میں نے عینک ہمیشہ کے لیے اتار بیٹھتی ہے۔ یہی تبدیلی تھی، جس کی بابت میں آپ سے پوچھ رہا تھا اور جو آپ میں سے کوئی نہ بھانپ سکا۔

کشور۔ لاجوتی، لڑائیں نے اپنے خط میں۔۔۔۔۔

لڑائیں۔ تم خط کا ذکر کیا ہے بیٹھے ہو کشور۔۔۔ میں تمہیں اپنی زندگی کی ایک نہایت ہی انوکھی داستان سنار باہوں۔ کیوں بھابی جان یہ بات انوکھی نہیں ہے کیا کہ ایک عینک نے یعنی فریم میں بڑے ہوئے دو خوبصورت شیشوں نے مجھے قریب قریب برباد کر دیا۔ یہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ بچ گیا۔ ورنہ آج نہ جانے کیا ہوتا کیا نہ ہوتا۔ بھابی جان میں اس انعام کے قصور ہی سے کانپ کانپ اٹھتا ہوں جو مجھے عینک کی بدولت دیکھنا پڑتا۔ پر ہاتھ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں نے فوراً ہی اس منحوس شے کو ہمیشہ کے لیے اپنے سے جدا کر دیا۔

لاجوتی۔ تو کیا میں بھی عینک چھوڑ دوں۔

کشور۔ لاجوتی تم نے اس کا خط تو سن لیا ہوتا۔

لڑائیں۔ فوراً۔۔۔۔۔ جب آپ مجھ سے اس کی برائیاں سنیں گی تو آپ اس کو نہ صرف چھوڑ دیں بلکہ اس کا نام تک نہ لیں گی۔ یہ ایک خطرناک شے ہے، ہم اندر نہ ہرلی گئیں سبھی زیادہ

خطرناک سمیت عزت اور دولت کے لیے یہ ایک جیسی نقصان دہ ہے۔

لاجوتی :- کیا سچائی؟

نرائن :- میں آپ کو ایک حقاوقہ سنا تا ہوں جس نے میرے کان کھڑے کیے اور میں اپنی زندگی کے سب سے عجیب و غریب کا پیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ پونہ سے الہ آباد جہاں ہاتھ لگاڑی میں ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ عینک کا شکار تھا۔ اس نے مجھے اپنی آپ جیتی سنائی۔ اپنا سارا دکھڑا بیان کیا۔ اور میں نے اسی وقت اپنے تمام دکھوں کے باعث یعنی عینک کو جو میری ناک پر چڑھی ہوئی تھی، اتار کر گاڑی سے باہر پھینک دیا۔ بھائی جان جہنم میں نے ایسا کیا تو مجھے عروس ہوا کہ میرے سارے دل و دودھ جھگٹے ہیں۔

لاجوتی :- گاڑی میں اس مسافر کے ساتھ آپ کی کیا باتیں ہوتی ہیں؟

نرائن :- باتیں تو بہت ہوتی ہیں۔ لیکن آپ کو میں ان کا خلاصہ سنائوں گا۔ وہ آدمی ایک بہت بڑے رئیس کا لڑکا تھا۔ اتفاق سے اس کی صحبت ایک لڑکی سے ہو گئی۔ اس لڑکی کو اس نے ایک مہینہ اپنے مکان سے بازار کے آخر والی بلڈنگ کی چھت پر بال سکھاتے دیکھا اور فوراً ہی اس کے زیر نظر لگنا لگ گیا۔ دو تین مہینے تک اس نے بہت کوشش کی کہ اس حسینہ کا ایک بار پھر ویدار ہو سکے مگر وہ ناکام رہا۔ اس کی نگاہیں ہر روز کئی گھنٹے اس طرف ہی رہتی ہیں جہاں وہ ایک مرتبہ پہلے نظر آئی تھی مگر وہ ایک بار جلوہ دکھا کر ایسی خاموش ہوئی کہ پھر نظر نہ آئی۔

لاجوتی :- لیکن اس سے عینک کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

نرائن :- آپ سنتی جائیں۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ رئیس کے لڑکے نے اس لڑکی کو صرف ایک بار دیکھا اور ایک بار اور دیکھنے کی ہوس اس کے دل میں کر دینے لپٹے گی۔

چھ مہینے تک وہ اس خواہش کو اپنے سینے میں دبائے رہا۔ آخر کار ایک روز اس نے اپنے دوست سے راز دل کر دیا۔ اس نے جب کہا: امان، یہ کون سی مشکل بات ہے کہ تو میں آج ہی تمہارا اس سے رشتہ کرادوں؟ تو رئیس زادے کی ہاتھیں کھل گئیں۔ سلسلہ جذباتی ہوئی اور سدی کی تاریخی بکلی ہو گئی۔

لاہوتی یہ تاریخی بکلی ہو گئی۔

نرائن:۔۔۔ جی ہاں۔

کشور:۔۔۔ لاہوتی تمہارے یہ خط تو پڑھ لیا ہوتا.....

لاہوتی:۔۔۔ پڑھ لوں گی۔۔۔ نرائن صاحب آپ سنائیے پھر کیا ہوا؟

نرائن:۔۔۔ میں دونوں کی شادی ہو گئی۔۔۔ لڑکا خوش تھا کہ اس کے دل کی مراد برآئی۔

اور لڑکی کے ماں باپ خوش تھے کہ ان کی بچی کو ایسا اچھا بڑا لیا گیا۔ رئیس زادے نے

شادی پر خوب جی کھول کر دیو پیہ خرچ کیا۔ اس نے ہزاروں روپے کے زیورات

اپنی عموں کے لیے خریدے اور مختلف تحفے ستھافت دیے مگر شادی کے دوسرے

لاہوتی:۔۔۔ دوسرے روز؟

نرائن:۔۔۔ شادی کے دوسرے روز جب وہ اپنے دوستوں سے ملا اور انھوں نے اس کو

مبارک باد دی۔ تو اس نے نار و قطار روزنا شروع کر دیا۔ متواتر چند روز تک اس کی

آنکھیں آنسو بہاتی رہیں۔ اس نے اپنا نام صرف ان آنسوؤں کو بتایا اور کسی پر ظہر

نہ کیا۔ مگر مجبور ہو کر آخر اسے اپنا دکھ بیان کرنا ہی پڑا۔ لڑکی جس کو وہ حسین سمجھتا تھا

کافی تھی اور اس کا چہرہ جھپک کے داخوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا لہجہ نہایت گرج

اور طبیعت بے حد چڑچڑی تھی۔ البتہ بل کافی لمبے تھے۔

لاجوتی و طبیعت اور لہجہ تو خیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کی بد صورتی تو وہ پہلے روز ہی دیکھ سکتا تھا۔

نرائن :- اس کی آنکھیں کمزور تھیں اور اس پر جو عینک وہ استعمال کرتا تھا اس کے شیشے اس روز چکنے ہو رہے تھے۔

(کشور زور سے ہنستا ہے)

نرائن :- تم جانتے ہو؟ شاید اس کی بے وقوفی پر قہقہے لگاتے ہو مگر دوست سارا قصو عینک کا تھا جو کہ بہت پرانی تھی۔ اس کی مینائی پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔ اب اس عینک کے شیشے کام نہ دے سکتے تھے۔ چنانچہ بھابی جان اس کی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ ہو گئی۔ اس کا گھر بار اجڑ گیا۔ مقدسے ہوئے۔ ہزاروں روپے دکیلوں کی نذر ہوئے۔ اور ایک دن ایسا آیا کہ وہ اس عینک کی بدولت پیسے پیسے کو محتاج ہو گیا۔

کشور :- تم نے اپنے خط میں.....

نرائن :- اس بات کا ذکر میں اس میں نہیں کر سکا..... تو دیکھا بھابی جان، کس طرح عینک نے ایک بہت بڑے رئیس کے لڑکے کو تباہ و برباد کر دیا۔ اب میری داستانیں

کشور :- تمہاری؟

نرائن :- ہاں میری۔ جب میں نے اس دھکی آدمی سے اس کی چٹائی تو فوراً ہی مجھے اپنی عینک کا خیال آیا۔ اور میں نے سوچا کہ میری عینکوں کی بڑبڑ بھی یہی چیز تھی۔ مجھے گورال اس گمشام و اس آپشنر نے اس قصور پر ملازمت سے علیحدہ کر دیا تھا کہ میں نے ڈپٹی کمشنر کی میم صاحبہ کی عینک میں غلط نمبر کے شیشے لگا دیے تھے۔

جس کے باعث اس کے سر میں پندرہ روز تک درد ہوتا رہا..... آپ کوشاید اس واقعہ کا علم ہو گا؟

لاجوتی: جی نہیں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی اس کا ذکر کیا ہو۔
کشورہ: لاجوتی، پر سب.....

نمائندہ: داستان کشور کو معلوم ہے..... دس سال میں پہلی بار مجھ سے غلطی ہوئی اور مجھے اس کا احترام ہے، مگر اس وقت میں اس غلطی کا سبب معلوم نہیں کر سکا تھا۔ مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا اور میں بے روزگار ہو گیا۔ پانچ مہینے درد بردہ پھرنے کے بعد جلتی گاڑی میں جب میں نے اس مسافر کی داستان سنی تو فوراً ہی میں نے اپنا چشمہ اتار کر رکھا اور معلوم ہوا کہ اس کے شیشے اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ہوتے تو ڈپٹی کمشنر کی میم صاحبہ کی عینک میں غلط نمبر کے شیشے کبھی نہ لگاتے جاتے۔
لاجوتی: آپ کو عینک نے واقعی بہت نقصان پہنچایا۔

نمائندہ: جی ہاں۔ میں نمبر دیکھنے میں بہت ماہر تھا۔ دس برس بھی کام کرتے کرتے میں ایک نظر دیکھ کر بتا دیا کرتا تھا کہ فلاں شیشہ اس نمبر کا ہے اور فلاں اس نمبر کا۔ پر جب میری اپنی عینک کے شیشے اپنی مقررہ جگہ سے ہٹے ہوئے تھے تو غلطی کا ہونا ضروری تھا۔۔۔ چنانچہ میں نے بھی اپنی تباہی کی داستان عینک کے سب سے بڑے شکار کو سنائی۔ اس نے مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا اور کہا: جب مجھے معلوم ہوا کہ میری بربادی میں عینک کا ہاتھ تھا تو میں نے فوراً اتار کر توڑ ڈالی۔ اور ایسی برشوں کی تلاش میں جنگلوں کی طرف نکل گیا جس سے آنکھوں کی مینائی عینک کے بغیر درست ہو سکے۔ چنانچہ پانچ برس بڑے بڑے خوفناک جنگلوں کی

ٹانگ چنانے کے بدلے ایک سادھو بابا کی مدد سے ایسی بوٹی مل گئی جس کا اثر سر آٹھوں کی تمام کمزوریوں کو رفع کر سکتا ہے۔ اس سرے کی ایک سلائی لگانے سے جو وہ طبع روشن ہو جاتے ہیں، چٹا، پھولا، موتیا بند وغیرہ سب مرض اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔ یہ سرے آٹھوں کی روشنی ہے۔ اس نے یہ کہہ کر بڑی مہربانی سے اس سرے کا نسخہ مجھے بتایا اور کہا اسے اپنے گھر میں بناؤ اور لوگوں میں تقسیم کرو تاکہ سب کا بھلا ہو، مگر لاگت سے زیادہ ایک پیسہ بھی لینا تم پر حرام ہے۔ چنانچہ صاحبان۔ اس سرے کی چھوٹی ٹیشی کی قیمت صرف آٹھ آنے ہے۔ بڑی ٹیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ، نوٹے کی ایک سلائی آپ کو مفت مل سکتی ہے۔ نفع لینا مجھ پر حرام ہے۔ (ٹیشیوں کی آواز)۔ صاحبان چھوٹی ٹیشی کی قیمت صرف آٹھ آنے، بڑی ٹیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ، نوٹے کی ایک سلائی مفت — نفع لینا مجھ پر حرام ہے۔

لاجوتی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ کہاں تک کی داستان اور کہاں یہ سرے کی ٹیشیاں کشور۔ لاجوتی، جو خط اس نے پرنس سے بھیجا ہے اس میں

نرائن۔ یہ سرے بہت لاجواب ہے، ہزاروں اندھے اس کے لگانے سے دیکھنے لگے ہیں۔ یہ لیجئے دو ٹیشیاں، ان کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے یعنی لاگت کے دام

لاجوتی۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں، کچھ پتہ بھی تو چلے۔ آخر یہ قصہ کیا ہے میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔

نرائن۔ (ہنستا ہے) وہ کیوں؟ — کیا آپ کو کشور نے میرا خط پڑھ کر نہیں سنایا جو

میں نے پوند سے بھجواتھا۔ میں اس میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔
 کشورہ میں پون گھنٹے سے اسے کھارنا خط منانے کی کوشش کر رہا تھا پر جس مناسبت
 ہی نہیں۔ میں ابھی ابھی اس سے کہہ رہا تھا کہ پوند سے نرائن کا خط آیا جس میں
 اس نے.....

نرائن :- تحیر و میں بتا دیتا ہوں۔ بھابی جان! اب میں نے یہ سسرہ بھینچا شروع کر دیا
 ہے۔ جب تک کوئی ملازمت نہیں ملتی یہی کام کروں گا۔ یہ ساری داستان
 جو میں نے ابھی آپ کو سنائی ہے بڑی محنت سے میں نے سودا بیچنے کے لیے
 بنائی ہے۔ کیوں بھابی کشورہ بناؤ کیسی رہی؟

کشورہ (غصے سے) میں تم اور تمہاری داستان جلنے بھاڑ میں..... لعنت ہو تم دونوں
 پر..... پہلے یہ مجھ سے چر ہے آئی کا کھیل کھیلتی رہی اور تم نے بھی اتنے ہی یہی
 کھیل شروع کر دیا۔ مجھے کھلونا سمجھ لیا گیا ہے..... میں جاتا ہوں۔ (کاغذ
 کی تھڑکھڑاہٹ)

نرائن :- ارے جی کہاں چلے۔
 کشورہ :- (داناؤں سے آتی ہے) وہاں چلا ہوں، جہاں تم ایسے دندے نہیں ہونگے۔
 — وہاں چلے ہوں جہاں میں یہ خط کسی کو اطمینان سے مناسکوں گا۔
 (فیڈ آؤٹ)

آؤ کھوج لگائیں

کشور۔ (اپنی بیوی سے، بڑے سنجیدہ لہجے میں) — آؤ کھوج لگائیں۔
لاجوتی۔ کھوج لگاؤ گے۔ تم کھوج لگاؤ گے۔ تم جیسے لال بھیکڑوں کی بات
ہی تو کہاوت مشہور ہے۔
کشور۔ کون سی کہاوت۔
لاجوتی۔ وہ جرم ہاتھی کے پاؤں کا نشان دیکھ کر ایک لال بھیکڑے نے کہا تھا۔ چکی کا پٹر
باندھ کر کوئی پہرنا نا چاہوئے۔
کشور۔ لاجوتی، تمہیں شرم نہیں آتی میرا مذاق اڑاتے۔ اور وہ بھی ایسے وقت
جبکہ میرا اتنا نقصان ہو گیا ہے۔
لاجوتی۔ آپ کا نقصان کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ تو میرے ہی گھر میں ہو نجا پھل ہے۔

میرا ہی سب کچھ غارت ہوا ہے۔ آپ کا کیا گیا ہے۔ ایک فائوٹین پن اور وہ ماسگرٹ کیس۔

کشور۔ تو بھئی تم نے یہ نیا شوشہ چھیڑ دیا۔ تمہاری نظر میں تو میرے ماسگرٹ اور پن کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ گویا بخشش کے تھے۔ میرا ماسگرٹ کیس اصل چاندی کا تھا۔ جنگ سے پہلے اس کی قیمت بیس روپیہ تھی۔ آج کل کم از کم تیس روپیہ ہوگی۔ اور وہ پن کوئی ایسا ویسا تھوڑے ہی تھا۔ ماڑے سے سترہ روپے میں خریدا تھا۔

لاجوتی۔ بس تمہیں تو اپنی ہی چیزوں کی فکر ہے۔ چاہے دوسرے کا سارا گھر بار لٹ جائے۔ کشور۔ تمہارا گھر بار کیا میرا گھر بار نہیں۔

لاجوتی۔ مجھے اس وقت نہ متاؤ منے کے پتا۔ مجھے اس وقت نہ متاؤ۔ میں اس وقت بھری بیٹھی ہوں۔ (آہ بھر کے) پرانا تاکرے نہ ہے اس دنیا کے تھکنے پر جس نے مجھ غریب پرانا ناظم کیا۔ کوکتی بھلی گرے۔ پرانا تاکرے کسی موٹر کے نیچے آجائے۔ کوڑھی ہو کے مرے۔

کشور۔ تو تم نے تو دنیا شروع کر دیا۔ نہ رو لاجوتی، نہ رو۔ تم معنی ہو تو میرا بھی جی بیٹھنے لگتا ہے۔ لو بس اب چپ کر جائو۔ ایسے حد سے آدمی کے لیے کوئی نئے نہیں ہیں۔ سچ پر چھو تو نہیں اب اس کی بابت غور ہی نہیں کرنا چاہیے اور صبر فکر کر کے خاموش ہو جانا چاہئے۔

لاجوتی۔ خاموش ہو جانا چاہئے۔ کیوں۔ کوئی ہم پر رحم نہ کرے اور ہم آف بھی نہ کریں۔ دن و رات سے نہیں لوٹ لیا جائے اور ہم اس کا سکايت تک نہ کریں۔

— کیوں — تو پھر بتاؤ جی ہلکا کیسے ہو۔

کشورہ — جی ہلکائیوں ہو سکتا ہے کہ سب کچھ بھول جانے کی کوشش کریں۔ ہنسی غلط
میں اس دکھ کو اٹا دیں — لاجوتی — تم خود سمجھ دار ہو۔ آخر کب تک ہم لوگ ہیں
بھرتے رہیں گے۔

لاجوتی — سب کچھ سمجھتی ہوں، مگر کیا کروں۔ ٹھوٹے اس دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔
چاہتی ہوں دھیان ادھر سے ہٹ کر کسی دوسری طرف لگ جائے۔ مگر بیٹھے بیٹھے
ایک دم کلائی پر نظر پڑتی ہے تو دل میں اک جھوک سی اٹھتی ہے — ٹوٹ جاتی —
اس کا ایک ایک پرزہ میری آنکھوں کے سامنے کئی طبعہ کر دیتا مجھے اتنا غم کس
نہ ہوتا۔ زیادہ دکھ تو اس بات کا ہے کہ معلوم نہیں کس کے پاس ہے کس کے پاس
نہیں ہے — اپنے پاس رکھی ہے یا بیچ باج دی ہے۔

کشورہ — تم اب اپنی جان ہلکان نہ کرو۔ میں تمہیں اس سے کہیں اچھی گھڑی لا دوں گی
— سونے کی جہولات کو بھی وقت بتائے — لو اب ہٹاؤ اس قلعے کو۔
آؤ کوئی اور بات کریں۔

لاجوتی — لیکن چوری کس صفائی سے کی گئی ہے — مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے۔
میری نیند کو اس روز کیا ہو گیا — آپ کی توخیر بہت بھاری نیند ہے کہ پاس
ڈھول پیٹے جائیں اور آپ کو خبر نہ ہو پر مجھے کیا ہو گیا تھا — چرہ آیا —
گھڑیاں، پیالے، سگرٹ کیس، قلم — اور کیا۔

کشورہ — اب چھوڑ بھی دونا اس داستان کو۔

لاجوتی — ہاں — چور بڑے مزے سے آیا — گھڑیاں، پیالے، سگرٹ کیس،

قلم اور آپ کے استرے کے نئے بیڈ لے کر چھپت ہوا۔ اور ہم دونوں آرام سے سوئے رہے۔ اگر وہ میز کرسیاں بھی اٹھا کر لے جاتا تو ہمیں خبر نہ ہوتی۔

کشورہ فدا آہٹ بھی نہیں ہوئی۔ لیکن چھوڑ دو۔ میں کتابوں اگر فدا سکی ہٹ بھی ہوتی تو میں فوراً جاگ پڑتا۔ لیکن اب ان باتوں سے کیا فائدہ ہوگا۔ ہاں تم یہ بتاؤ کہ میرا کپل اور کب تیار ہوگا۔ اُن تو میں نے اب کے اتنی بڑھیا لاکر دی ہے تمہیں۔ بس اب ایسا کپل اور رہنے کہ طبیعت صاف ہو جائے۔

نرائن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاہیں۔

(دروازہ کھلنے اور بند کرنے کی آواز)

نرائن: نرائن کی آنکھیں تو اس وقت ہی کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں جب اس نے یہ سنا تھا کہ تمہارے گھر پر سوں رات چھوڑ آیا اور گھڑیاں، قلم و دات اور وہ معلوم کیا کیا کچھ اٹھا کر لے گیا۔ نسکار بھابی جان۔ مجھے بھی ابھی گھر سے معلوم ہوا کہ آپ کی چوری ہو گئی ہے۔ ہاں بھئی کشورہ یہ تو بتاؤ آخر ہوا کیا۔ میں سنتا ہوں تم مزے سے سوئے رہے اور چور اپنا کام کر گیا۔ کیا یہ سچ ہے؟

کشورہ: جو کچھ بھی اب کہا جائے سچ ہے۔

نرائن: یہ بھی کوئی جواب ہے۔ مجھے سارا داغہ سنا تو۔ چور کب آیا، کب گیا۔ کون کون سی چیزیں اٹھا کر لے گیا۔ کس راستہ سے اندر داخل ہوا۔ جب وہ آیا اس وقت تم سو رہے تھے یا جاگ رہے تھے۔ تمہیں کس پر شک ہے۔ نوکر سے پوچھ گچھ کی۔ تمہارے ہمسایے کیا کہتے ہیں۔ پولیس میں رپٹ لکھوائی۔ اگر لکھوائی تو اس کا کیا خسر ہوا۔ یہ سب باتیں مجھے

بتاؤ۔ آخر چوری ہوئی ہے۔

کشورہ۔ میں اس کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

نرائن۔ بھئی واہ۔ تو یہ چوری کیسے پکڑی جائے گی۔ مجھے بتاؤ کہاں کہاں سے چیزیں اٹھائی گئی ہیں۔ میز پر یا کہیں اور چور کی انگلیوں کے نشان ملے۔ کیا فرش پر پاؤں کا کوئی نشان نہیں تھا۔ اگر گھر کی کسے راستے چور اندر آیا تو جنگل پر ضرور نشانات ہوں گے۔ اور ہاں میں نے سنا ہے کہ وہ تمہارے استرے کے نئے بلیڈ بھی لیتا گیا۔ اس کے متعلق تم نے غور کیا۔ بلیڈ کس چھاپ کے تھے۔ اور گھر میں کیا کوک بھری ہوئی تھی۔ کشورہ۔ کوک شام کو بھری تھی یا رات کو۔ قلم میں روشنائی نیلی تھی یا سبز بلیڈ پر جو کاغذ چسپا ہوتا ہے کس رنگ کا تھا۔ اب جانے دو نا شرمک ہو مزے بننے کی کوشش نہ کرو۔ جیسے بلیڈوں کا چھاپ معلوم کر کے آپ چوری کا کھوج لگالیں گے۔

نرائن۔ اور یوں باتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنے سے تم ضرور چوری کا پتہ لگا لو گے۔ نہ بتاؤ۔ میری بلا سے۔ آج کل میں کوئی اور چور آئے گا اور گھر میں چھانڈ پھیر کر چلا جائے گا۔ پھر بھی کچھ نہ کرنا۔ تمہیں میری قسم ہے کھوج لگانے کی ذرا کوشش نہ کرنا۔ مجھ سے بھول ہوئی جو میں نے ہمدردی کے طور پر تم سے یہ باتیں کیں۔ اب کچھ تم سے پوچھوں تو جو چور کی سزا دہ میری۔ کشورہ۔ تم ناحق بگڑتے ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں اس چوری کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ رسیدہ بود بلائے دے بغیر گزشت۔

لاجنتی ہر سنی کوئی ہیں اٹھا کر نہیں لے گیا۔ سو آپ جب یوں ہی گھوڑے پہنچ کر
 سو را کریں گے تو ایک روز یہ بھی ہو جائے گا۔ نرائن صاحب فدا ان کی نیند
 ملاحظہ ہو کہ چور کمرے میں داخل ہوا۔ میزوں کی سب و سازوں کی تلاشی اس
 لی۔ اور تو اور اس تپائی پر سے اس نے گھڑی اٹھائی جو ان کے سر کے ساتھ
 جڑی رہتی ہے، لیکن انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ بھئی کیا نیند پائی ہے۔
 کشور۔ مجھے کوسے چلی جاتی ہو۔ تپائی کی طرف تو تم ہی سوتی ہو۔ تھیں کیا سب
 سو گئے گیا تھا۔

لاجنتی :- کیا فضول باتیں کرتے ہو۔ میری چار پائی تو دوسرے کمرے میں ہے۔
 کشور :- (گھبرا کر) ارے ہاں۔ تمہاری چار پائی تو دوسرے کمرے میں
 ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ تپائی جو میرے سر کے
 ساتھ جڑی رہتی ہے کیوں نہ ہلی۔ تمہارا کیا خیال ہے نرائن۔ مجھے تو یہ چور
 بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔

نرائن :- تم میاں پیروی سے تو معمولی چور بھی ہوشیار ہو گا۔ ہاں تو آپ دونوں ایک
 پٹنگ پر سود ہے تمہے کہ۔
 لاجنتی :- نرائن صاحب۔

نرائن :- جی۔
 لاجنتی :- میں معمول ہی گئی کہ میں کیا کہنے والی تھی۔ ہاں نرائن صاحب یہ چور
 چوری کیوں کرتے ہیں؟

نرائن :- (ہنستا ہے)۔ چور چوری کیوں کرتے ہیں۔ (ہنستا بند کر کے)۔

بھئی نہیں بات معقول ہے۔۔۔ چور چوری کیوں کرتے ہیں، سوچنا چاہئے۔
 نھارا کیا خیال ہے کہ چور کس لیے چوری کرتے ہیں۔
 کشورہ اس لیے چوری کرتے ہیں کہ میاں بیوی میں لڑائی ہو۔
 لاجونتی بد بس آپ کو تو ہر وقت لڑائی جھگڑے ہی کی سوجھتی ہے۔
 نرائن بد۔۔۔ چھوڑ دیجئے اس قہقے کو۔۔۔ ہاں بھئی کشورہ تم یہ بتاؤ کہ چور زیادہ تر مرد ہوتے
 ہیں یا عورتیں۔

لاجونتی بد عورت بیچاری کیا چوری کرے گی۔ ہزار میں ایک ہوگی، مگر چور تو ہوتے
 ہی مرد ہیں۔۔۔ فخر چوڑا ناںی گرامی لکھنؤ کا چور گزرا ہے۔ جو چھت میں حبست
 لگا کر چھپکلی سا چمٹ جاتا تھا۔

کشور۔ کنتی خانہ بدوشوں کی سردار عورت پنجاب میں ایسی گزری ہے جس نے
 چوروں کے بھی کان کاٹے ہیں۔۔۔ بڑے بڑے ڈاکوؤں کو دریالے جا کر پیاسا
 لاتی تھی۔

لاجونتی بد میرے گلے کا لاکٹ نھارے اس راموہی نے چرایا تھا۔

کشور۔ اور میرا نام نہیں نھاری وہ درگا ہی میانی میں چپا کر بھاگ رہی تھی۔
 نرائن بد۔ تو ثابت ہوا کہ مرد اور عورتیں دونوں چور ہوتے ہیں۔

کشور۔ ثابت کچھ نہیں ہوا۔۔۔ اب ہمارا تماشہ دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔۔۔ لاجونتی
 اب بند کرو اس گفتگو کو۔۔۔ بتاؤ وقت کیا ہوا ہے مجھے باہر جانا ہے۔

لاجونتی بد وقت۔۔۔ لیکن گھڑی کہاں ہے۔۔۔ (آہ بھر کے) پرانا تاکہ کے وہ کلائی
 ہی ٹوٹ جائے جس پر میری گھڑی باندھی جائے۔۔۔ مونسے سنبی بھی دی ہوگی۔

اونے پونے دامنوں میں — پرانا کرے کپڑے چلیں اس کے جسم میں —
ایڑیاں رگڑ رگڑ کے جان دے۔

(دروازے پر دستک)

کشور کون ہے؟

(دروازے پر دستک)

کشور (کرمی پر سے اٹھنے کی آواز) — اس وقت کون آیا ہے — کون ہے؟
(دروازہ کھولنے کی آواز)

کشور۔ فرمائیے آپ کو کس سے ملنا ہے؟

ملاقاتی۔ آپ سے۔

کشور۔ آپ کا اسم گرامی۔

ملاقاتی۔ میں ابھی عرض کرتا ہوں — جو گفتگو ابھی ابھی آپ لوگوں کے درمیان ہو رہی
تھی اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی اجازت دی جائے تو میں آپ کا منہ ہونٹا۔
کشور۔ مانعہ تشریف لے آئیے۔ (دو مین بیکنڈ کے بیٹے خاموشی — پھر کرسیوں کی آوازیں
بھیٹتے —) — یہ میری حالت ہے اور یہ میرے دوست مسٹر نارائن۔

ملاقاتی۔ ہر نمسکار — میں آپ دونوں کو جانتا ہوں۔

کشور۔ کیا کہا آپ نے؟

نارائن۔ مجھے — مجھے آپ کیسے جانتے ہیں۔

ملاقاتی۔ میں زیادہ دیر تک آپ لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا نہیں چاہتا۔ میں آپ
سب کا احترام کرتا ہوں — آپ کے تو میں کئی افسانے پڑھ چکا ہوں اور میں

سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور میں صرف آپ ہی ہندوستان کے بڑے افسانہ نگار ہیں کیونکہ آپ کے تخیل میں قدرت ہے۔ آپ ترقی پسند ہیں۔ سچ پر چھٹے تو ہمارے ادب نے ابھی تک افسانہ پیدا ہی نہیں کیا۔ مگر آپ نے۔۔۔

نرائن:۔ قدر افزائی کا شکریہ۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ہندوستانی ادب میں افسانہ ناپید ہے۔ جو لکھنے والے ہیں۔۔۔

کشور:۔ مگر ابھی تک ہم سب اندھیرے میں ہیں۔

ملاقاتی:۔ معاف کیجئے گا میں اور نرائن صاحب افسانے کی دویں بہ گئے۔ ہاں نرائن صاحب آپ سے ہندوستان کے افسانوی ادب پر عجمی باتیں ہوں گی۔

مجھے پہلے اپنا تعارف کرانا چاہئے تھا۔ خاکسار وہ چور ہے جس نے یہاں کی چیزیں چرائی ہیں۔

لاجپتی:۔ (چونک کر)۔ چور۔

کشور:۔ کیا کہا آپ نے؟

نرائن:۔ آپ چور ہیں؟۔ اور میرے افسانے۔۔۔

ملاقاتی:۔ میں آپ کے افسانوں کے متعلق پسگرداگو کروں گا۔ جی ہاں خاکسار وہی چور ہے جو پر سوں رات یہاں حاضر ہوا تھا۔

لاجپتی:۔ میری گھڑی۔ (ایکایکی چونک کر۔ پیچ کے ساتھ)

ملاقاتی:۔ جی ہاں یہ آپ ہی کی گھڑی ہے جو میں نے اپنی کلائی پر باندھ رکھی ہے۔

۔۔۔ میرا خیال تھا کہ یہ ٹھیک وقت دے گی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ پندرہ منٹ تیز چلتی ہے۔

لاہورتی ہیں۔ میں۔

ملاقاتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کے انتخاب کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آپ کا ذوق یقیناً بہت اچھا ہے۔ آپ کے سنگھار کی دوسری چیزیں اس کی گواہ ہیں۔ مگر اپنے مجھے گالیاں دے کر احترام کے اس جذبے کو ضعیف کر دیا ہے جو کہ میرے دل میں آپ کے متعلق پیدا ہو گیا تھا۔ گہری نیند سونے والی خاتونوں اور آرٹسٹک انتخاب رکھنے والی عورتوں کا رتبہ میری نگاہوں میں ہمیشہ بلند رہا ہے۔ لیکن آج میں نے جب آپ کی زبان سے اپنے متعلق غیر مناسب الفاظ سنے تو یقین مانتے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ حیرت ہوئی ہے کہ آپ جیسی بلند میرت خاتون نے میری تذلیل کی۔

تراٹن۔ تذلیل۔

کشور۔ چور کی تذلیل۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

ملاقاتی ہے۔ یہی کہ میری بے حد تذلیل ہوئی ہے۔ اس گھر میں جس کی ہر ایک شے میں بڑی آسانی سے اٹھا کر لے جاسکتا تھا۔ آپ سنبے ل کر میرے وقار پر حملہ کیا ہے۔ میرے تعزز کی مٹی پلید کی ہے۔ میری غیر موجودگی میں اپنے میرے پیشے کو برا بھلا کہا ہے۔ ایک شریف آدمی کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہنگامی ہو سکتی ہے۔

کشور۔ وقار۔

لاہورتی۔ تعزز۔

کشور۔ شریف آدمی۔

تراٹن۔ سگرٹ شوق فرمائیے۔ (دو اسلائی جلاسنے کی آواز)

ملاقاتی و شکریہ — (مگرٹ سلگتا ہے) — میں یہاں صرف اپنی پرزیش صاف کرنے آیا ہوں — میں جانتا ہوں کہ قانون کی نظر میں ہم لوگ سوسائٹی کے دشمن ہیں۔ لیکن اگر اس دشمن پر مہمتوں کے انبار لگا دیے جائیں اور اسے ذلیل و رسوا کیا جائے تو بتائیے اس کے جذبات کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی۔ ہمیں ایک عام پیشہ ور کی حیثیت سے کیوں نہیں دیکھا جاتا — میں اس سوال کے منطقی اور معاشرتی پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا پیشہ اس شے لطیف کے بالکل قریب ہے جسے ہم آرٹ کہتے ہیں۔ ہمارے پیشے میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو آرٹ کی نگیل کے لیے ضروری ہیں — مثلاً فطرت، ہمتی، مانگ، خیال آرائی، تخلیقی تحریک، روحانی فیضان اور بھاد کا مادہ — اگر میں آپ سے کہوں کہ پورے فن کے لیے فطری صلاحیت کا ہونا اشد ضروری ہے تو شاید آپ میرا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ بعض لوگ قدرتی طور پر غیر معمولی مافکے کے مالک حاضر و ملغ اور تیز نگاہ ہوتے ہیں — ان کے ہاتھوں میں ہلاکی ٹھہرتی ہوتی ہے۔ ان کی قوتِ لامسہ بہت تیز ہوتی ہے — یہ لوگ اگر آپ یقین فرمائیں صرف اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ مٹا دیے جائیں۔ اور حبیب کتروں کا پیشہ خستہ یا رکونے کے لیے بڑی چابکدستی۔ حرکت کے زبردست تین — مشاہدے اور توجہ کی انتہائی شدت اور حاضر و ماضی کی ضرورت ہوتی ہے — جس طرح شاعر پیدا ہوتا ہے اسی طرح چور پیدا ہوتا ہے — اور اصل چور کو آپ کسی جیل سے بھی لالچے سے کرا اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتے۔ ابھی ملازمت کی پیش کش قیمتی سے

قیمتی تحفہ جتنی کہ عورت کی محبت بھی اسے درغل نہیں سکتی۔ اس لیے کہ اس کے پیشے میں خطرے کی مستقل خوبصورتی، کھٹکے کی مسرت افزا گہرائی، دل دہلنے کا لطف اور نبض حیات کی تیز و مضمرکن ہے۔ ان سب کے اوپر ایک کیفیت۔ ایک۔ ایک وجد۔ ایک ناقابل بیان ترنگ ہے۔

کشور: (ہنستا ہے۔ خوب ہنستا ہے) بھئی لطف آگیا۔ ان سب کے اوپر ایک کیفیت۔ ایک وجد۔ ایک ناقابل بیان ترنگ ہے۔ اور اس کے اوپر میرے معزز ملاقاتی کا سر۔ (ہنستا ہے)

ملاقاتی: نرائن صاحب آپ اپنے دوست سے کہیں کہ زیادہ نہ ہنسیں۔ ہنسی وہ ہے جو خود بخود آئے۔ زبردستی ہنسنا صحت بخش نہیں ہوتا۔ نرائن: اسے ادب آداب سے کوئی واسطہ نہیں۔ آپ جو کچھ کہ رہے تھے اسے جاری رکھئے۔ میں ہمدن گوش ہوں۔

ملاقاتی: میں یہ عرض کرنے والا تھا کہ آپ لوگ قانونوں، قسم قسم کے تالوں، بندوٹوں، تلواروں، پولیس کے سپاہیوں اور ٹیلیفونوں سے مسلح ہیں۔ لیکن ہمارے پاس صرف پھرتی، ہوشیاری اور بے باکی ہے جس کے ذریعے سے ہم آپ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور ہاں کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں صاحب قہادت لوگ جو کہ آرٹسٹک طبیعت کے مالک ہوتے ہیں، اکثر لگتے چور بن جاتے ہیں یا گھوڑے چرانا شروع کر دیتے ہیں۔

کشور: کیوں؟

ملاقاتی: اس کے سوا اور وہ کر ہی کیا سکتے ہیں۔ یہ زندگی ادنیٰ فضاؤں میں گزرتی

کرنے والی روحوں کے لیے بہت ہی کم حقیقت، غایت درجہ خشک اور سبب کیفیت ہے۔
 لاجرئی بدوہ ذہانت اور ذکاوت کس کام کی جو چڑی جگہ استعمال ہو۔
 ملاقاتی بد خاتون محترم۔ ذہانت اور ذکاوت اگر مسجد و مندر سے الگ کر دی جائے
 تو بھی اس کی خوبصورتی میں فرق نہیں آتا۔ ترقی ایک قانون ہے اور چوری کی
 بھی مخلوق ہوتی ہے۔ یہ لیجئے اپنی گھڑیاں۔ اس گھڑی کا اسٹریپ میں
 نے بدل دیا ہے، چونکہ پہلا بہت ہی ان آرٹسٹک تھا۔ میں ان لوگوں کی گھڑیاں
 اپنے پاس نہیں رکھا کرتا، جو مجھے گالیاں دیں اور میرے پیشے کو بالکل غلط رنگ
 میں دیکھیں۔ اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

نرائن :- سگریٹ شوق فرمائیے۔

ملاقاتی :- شکریہ۔ یہ آپ کا سگریٹ کیس بہت اچھا ہے۔ سگریٹ سلگانے کی آواز
 نرائن :- میں ایک بات آپ سے پوچھ سکتا ہوں؟
 ملاقاتی :- بڑے شوق سے۔

نرائن :- آپ کشور کے بلیڈ کیوں چمکا کر لے گئے تھے؟

ملاقاتی :- (ہنستا ہے)۔ بلیڈ۔ قہقہہ یہ ہے کہ جس روز میں یہاں آیا اس روز میں
 نے ان نئے قسم کے بلیڈوں سے ڈاڑھی مونڈی تھی۔ بڑے واپیاست، بلیڈ
 ہیں۔ گھاس کھودنے والا اوزار ان سے بہتر ہو گا۔ سنگھد میز پر جب میں نے
 ان کو دیکھا تو اٹھا کر جیب میں رکھ لیے تاکہ صبح اٹھ کر جب یہ ڈاڑھی مونڈنے
 لگیں تو اپریشن سے محفوظ رہیں۔۔۔ میز کا داہنا دروازہ مقل تھا میں نے
 کھولا تھا، مگر اس میں ان کے پرائیویٹ خط تھے۔ ایک خط میں نے پڑھا تھا۔

— داغ ان کو بہت پسند ہے۔ جگہ جگہ آپ نے اس کے شعر فھونے
 ہوئے تھے۔ یہ خط آپ نے ابھی تک پوسٹ نہ کیا ہو تو ایک شعر درست
 کر بیجئے گا۔ آپ نے لکھا ہے۔

میری فریاد و سدا نہ سنے

بُت ہی سُن لیں اگر خندانہ سنے

یہ غلط ہے۔ آپ نے آمیر اور داغ دونوں کے شعروں کو غلط ملط کر دیا۔
 امیر کا شعر لیں ہے۔

میری فریاد و رانگل تو نہ ہو

بُت ہی سُن لیں اگر خندانہ سنے

امیر کے مضمون میں اتنی ترقی پیدا کرنا داغ ہی کا حقد ہے۔ اچھا اب میں
 رخصت چاہتا ہوں۔ نرائن صاحب میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بلا تکلف
 ارشاد فرما دیجئے گا۔ اور ہاں کشور صاحب آپ کی دوسری چیزیں اس پارل
 میں موجود ہیں۔ (تھوڑی دیر خاموشی) پھر دروازہ بند کرنے کی آواز)

لاجپتی :- آپ نے یہ خط کس کو لکھا ہے؟

کشور :- نرائن۔ بھاگو جانے نہ پائے۔

نرائن :- کون؟

کشور :- یہی چوراہہ کون۔ وہ کس آرام سے آیا اور چلا بھی گیا۔ تم نے اسے پکڑا
 بھی نہیں۔ چلو۔ چلو اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دو۔

لاجپتی :- آپ میری بات کا جواب دیجئے۔ یہ آج کل شعروں بھرے خط کسے لکھتے

جاسے ہیں۔ کیا کوئی نئی بلا پالی ہے؟

کشوردہ کون سے خط — چلو نرائن — چلو ابھی وہ بیڑھیوں ہی میں ہوگا۔
 لاجپتی — بات نہ ٹالیے — مجھے اس بات کا جواب دیجئے کہ آج کل خط کس کو لکھتے
 جاسے ہیں — مدت گیارہ بجے تک آپ اپنے کمرے میں کیا کرتے رہتے؟
 کشوردہ جھک مار رہا تھا — ادھر چور ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اور ادھر اس نے
 اپنی نقیشت شروع کر دی ہے۔ چلو نرائن۔

نرائن — اماں پھوٹو — آدمی دل کا اچھا ہے — جانے دو۔

لاجپتی — میں کیا پوچھ رہی ہوں۔

کشوردہ — مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔

لاجپتی — میز کے دراز میں کس کے خط ہیں — اور وہ شعروں والا خط آپ نے
 کس کو لکھا ہے؟

کشوردہ کون سے خط — کیسے شعر — وہ تمہیں بنا گیا ہے — یہ لوجانی اور جا کے
 دیکھ لو — اس نے یہ شوشہ ہی اس لیے پھوڑا تھا کہ ہم لوگ اس بک بک میں
 پڑ جائیں اور وہ آرام سے چلا جائے — اور تم نہیں اقل درجے کے چند۔
 اس نے تمہارے افسانوں کی تعریف کر دی اور چلو تم خوش ہو گئے۔ اب
 اتنی دیر کے بعد اسے کس طرح پکڑا جاسکتا ہے۔ پہنچے میں آکر کس صفائی سے
 باہر نکل گیا۔

نرائن — چلو اب پھوڑو اس قہقہے کو — نو سگرٹ پیو — اسے — میڈا
 سگرٹ کیس کدھر گیا — میرا سگرٹ کیس — میرا سونے کا سگرٹ کیس —

کشور۔ (ہنستا ہے)۔ اس نے اس کی تعریف جو کی تھی۔ (ہنستا ہے) پریشان
 کیوں ہوتے ہو۔ وہ تو تمہارے افسانوں کا مداح ہے۔ تمہیں ہندوستان
 کا سب سے بڑا افسانہ نگار مانتا ہے۔ ارے۔۔۔ کدھر چلے۔۔۔
 نرائن۔ مذاق نہ کرو کشور۔ میرا سگریٹ کیس بہت قیمتی تھا۔ میں دیکھتا ہوں۔
 شاید وہ بازار میں مل جائے۔
 کشور۔ (ہنستا ہے)

(فیڈ آؤٹ)

آؤریڈیو سنیں

لاجوتی بد (اشتیاق بھرے لہجے میں، اپنے چہرے سے) آؤریڈیو سنیں۔

کشتور بد (غاموش رہتا ہے)

لاجوتی بد ابی اوستے ہو میں کیا کہ رہی ہوں۔ قور بہ تھارا داغ کیلے۔ ریڈیو کا ڈبہ

ہے جو ہر دم سے تیسرے روز خراب ہو جاتا ہے۔ کچے میں بھی تو سنیں جناب

لامزاج اس وقت کس بات پر گر گیا۔ جو منہ سے ایک دو بول نکالنے بھی شرم

ہو رہے ہیں۔

کشتور بد لڑے تھکا ماندہ آیا ہوں۔۔۔۔۔

لاجوتی بد بات کاٹ کر، اسی لیے کہہ رہی ہوں۔ آؤریڈیو سنیں۔۔۔۔۔

سنیں گے۔ گن پر کیسا بھولتی پھلتی ہے۔ سنو گے قور بہ سب تھارا، ٹھکڑی سٹ

جائے گی۔

کشور۔ جو دھڑکتے آج بڑے صاحب سے سن کے آیا ہوں وہی لائی ہے۔ اب مجھ سے کوئی اور راگ نہیں سنا جاتا۔

لاجوتی۔ سچ ہے، بھلا یہ راگ تم سے کیوں سنا جائے گا۔ تم ٹھہرے کو ٹھہروں پر غرا سٹنے والے زرت بھاؤ کے گاہک، بھلا تمہیں کاٹھ کے ریڈیو سے کیا تسکین ہوگی۔ کوئی طوائف سامنے تھکر رہی ہو۔ تمہیں گلواریاں پیش کرے۔ خدا کبھی تم سے ٹھٹک ٹھٹک کر تین کرتی جائے، کبھی مسکرا دے، کبھی بگڑ جائے تو تمہارے قانون کے سب پر دسے مکمل جائیں۔

کشور۔ میں کچھ نہ سمجھا تم کس وطن میں الاپ رہی ہو۔ لاجوتی۔ یہ آپ نے نیا پٹا لیا۔

کشور۔ تمہاری طرح اسٹری تر بھی تائیں لگانا مجھے نہیں آتا۔ لاجوتی۔ یہ آپ کی پھیڑ نرالی ہے۔

کشور۔ بن استحقاق کے امتزاش بدیع کر دیا؟ لاجوتی۔ آپ کے بول ہی انوکھے ہیں۔

کشور۔ او جو تم نے اپنی راگنی میں بھڑا میل لگایا ہے؟ لاجوتی۔ آپ اپنے بن جڑ کے ساگر کو بھول ہی گئے۔

کشور۔ اب تم چاہتی ہو، گھینچ تان کے سبک میں لے آؤ۔

لاجوتی۔ آؤ ریڈیو میں سے میز مطلب یہ تھا کہ لانا آنا کاسن بھانا بھوگ ہے۔

کشور۔ لانا آنا کاسن بھانا بھوگ ضرور ہے، پر اگر گلے دے کے گلے میں سونڈ گداز

ہو۔ یہ وقت کی شہنائی نہ ہو۔

لاہوتی :- پھر آپ آڑی تہجی باتیں کرنے لگے۔

کشور :- تم نہیں آدمی کو گڑبڑ بھالے میں ڈال دیتی ہو۔

لاہوتی :- سارے جاؤدراگ بوجھا۔ میں آپ کی ساری سارے باز بھتی ہوں۔

کشور :- تم ابھی اس فن میں عطائی ہو۔

لاہوتی :- آپ مجھ سے تان میں اس بکری سے کے استاد۔

کشور :- تمہاری زبان مضرب کی طرح چلتی ہے۔ تم سے بھلا کوئی جیت سکتا ہے۔

لاہوتی :- آپ نے تو مجھے کا آٹا کھا رکھا ہے۔

کشور :- اب اس کا گڑب ختم ہو گا۔

لاہوتی :- بس اب مونا ٹھیکسی پر چکی۔ چلو آؤ ریڈیو سنیں۔

کشور :- کون سا اسٹیشن منو گی؟

لاہوتی :- دہلی۔

کشور :- نہیں لاہور۔

لاہوتی :- لاہور میں کیا رکھا ہے۔ وہی سونچو کہ تم میں بھی آئے۔ وہاں کوئی کارڈ

ہو گا۔ موٹی پنجابی میں۔ بس کاسر شہر

کشور :- تم کیا جانو پنجابی ساگوں کو۔ اس اندھے میوزک ماسٹر سے ہارمونیم

مارے گا، سیکہ یا اور نہیں نے مجھ کو پریم سکھایا، ایک بار گایا تو لگیں

بڑے بڑے کسے باتیں کرنے لگیں ساری راگ دیا تمہارے پرٹ میں ہے۔

چلو بٹاؤ۔ لاہور نہیں گئے غائب صاحب حاضر علی خاں گاتے داسے ہیں۔

لاہوتی۔ اگر تمہیں اس ٹھکانے میں علی خاں کا لانا سنا ہے تو میں چلی، نہ بابا عجم میں بہت
 نہیں ہے۔ ایسے بھاری بھر کم کھانے سننے کی۔ تو بہ کیا مال کرتے ہیں یہ خاں
 صاحب۔ یہ بھلا کیا لانا ہوا جو سننے والے بھیں کوئی گھائل دم توڑتا ہے۔
 کشور و تھیں تو میں سہل کا لانا سنا ہے۔ ”بالم آئے بسو مورے من میں۔“ جیسے
 ڈھپنے والے کے منہ میں پانی کیسی اندر بانٹ ہے اور کیسی باہر آتا ہے۔ تو بہ
 کیسی مٹی پلیدی کی ہے ان لوگوں نے رگ کی۔ جو استاد ہیں ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں
 تم خاموش رہو۔ مجھے سن لینے دو خاں صاحب کا لانا۔

(ریڈیو کا بٹن دبائے کی آواز۔)

ریڈیو۔ یہ لاہور ہے، ابھی ابھی آپ خاں صاحب عاشق علی خاں صاحب کے اکنوس کا
 خیال من رہے تھے، اب آپ کو اتار کے جٹو سناے بائیں گے۔

تو یہ حاضر۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔
 گڑ۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔ ۲ روپے ۱۱ آنے۔
 ۱۱ آنے۔ ۱۱ روپے ۱۱ آنے۔ ۱۱ روپے ۱۱ آنے۔

کشر۔ (ایک دم ریڈیو بند کر کے) دیکھا تمہاری بھاس نے ایسا اچھا پروگرام سن
 کر دیا۔ اب بیٹو کے غم و انداز کے کھلنے اور بند ہوتے ہوئے بھانڈ بھانڈ
 تم سے کسی نے بات کی اور تم ایک ایسی چمڑی کھائے کر بیٹھ گئیں ٹاپچے نقصان ہی
 ہو جائے۔

لاہوتی۔ کوئی جگہ کسی بیرونی میں بڑا گھانا میٹھ گیا ہے۔ سونے سے بھرا ہوا جانا
 ڈوب گیا ہے۔ ایک معمولی راک ہی تو تھا۔ سنا سنا سنا سنا، کوئی ہی سخت

آگنی ہے جو ایسا منہ بنالیا ہے آپ نے؟
کشور۔ لاہوتی اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ مجھے اس پروگرام کے چھوٹ جانے کا بہت
افسوس ہے۔

لاہوتی۔ لازمی چھوٹنے پر ہی اتنا افسوس کیا کرو۔ میں تو جب بھی تمہارے ساتھ سفر پر
تکلی کسی ایسا نہیں ہوا کہ ہم وقت پر مینشن پر پہنچے ہوں۔ جب بھی گئے پلیٹ فارم
خالی پایا اور ریڈیو کا پروگرام ہم نے کب وقت پر نہ سنا ہے۔ تم سے ہزار بار کہا۔
انٹرمین سسر اور ریڈیو سے قائم ٹیل سے کر آیا کرو۔ ان سے وقت معلوم ہو جاتے ہیں
اور پریکٹس کا سامنا کرنا نہیں پڑتا۔ پر تم نے کسی کی سنی ہو تو میری بھی سنی اگر تم
تصاویس پاس سسر پتہ تو کوئی تھکا تھوڑی۔ اب سمجھنے کیا ہو۔ سو تیار کھلتے
جاؤ۔ کوئی نہ کوئی کام کی چیز عمل ہی آئے گی۔
(ریڈیو سٹ کرنے کی آواز۔ کھر کھر اہٹ)

لاہوتی۔ بیٹی لگاؤ۔

ریڈیو۔ یہ بیٹی ہے۔ ابھی آپ فیسری بت دیش پانڈے سے مرہٹا زبان میں تقریریں
رہنے تھے، اب آپ کو مسٹر ایس۔ ایچ فٹو کا کھا ہوا ڈرامہ "ریڈیو سنایا ہنگ"
لاہوتی۔ لگائے رکھو، لگائے رکھو ذرا سنیں گے۔

1۔ بی ان، میں ریڈیو بنانے کا کام کرتا ہوں۔ فرمائیے آپ کا ریڈیو کس کی بات ہے؟
2۔ بریلی کا۔
3۔ بریلی کا ہے۔ یعنی کیا؟ آپ نے بریلی کیا تھا؟
4۔ بی ان۔

۱۔ جہاں کے ہانس بہت کم ہوں؟

جہاں ہی ہوں، اسی بریلی کا۔

۲۔ کیا وہاں ریڈیو بنانے کا کوئی کارخانہ کھلا ہے..... یا ایریل لگاتے ہیں جو ہانس
کام آتے ہیں اس سے آپ نے یہ کچھ لیا کہ.....

ہاں۔ دیکھئے آپ کو زیادہ تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک ہفتہ
میری واکٹ نے آپ کے پاس ریڈیو مرمت کھیلے جیسا تھا۔ آپ نے اس کے تمام
حصے بدل دیے۔ یہ سچ ہے۔ اب ہوا یہ ہے کہ تمام حصے بدل دیے۔

اس میں مٹی مہدی دھات میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ریڈیو بغیر شور کے چلتا ہے مگر
اس کی زبان برابر شہنشاہی مٹی ہے۔ کیا آپ کوئی علاج بتا سکتے ہیں۔ یعنی جس
سے اس کا شور بند ہو جائے۔

نہ۔ آپ کی بری لائیکر کیا ہے؟

جہاں بنی ہندوستان میں تھی پر جھاپ ڈال دیا ہے۔

۳۔ قریب کیجئے کسی ہندو نہیں گھر کے بل کے ساتھ کس گراں دھرم میں۔ میرا خیال ہے کہ
ارگھ ہر ہوا کروہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔
(ریڈیو بند کرنے کی آواز۔)

کشور۔ اسے یہ کیا ہے۔ بند کیوں کر دیا، خدا سنئے تو وہ، کیا دل چاہے ڈرامہ تھا۔
لاہوتی: ہے ہر وہ، دواہیات، نامعلوم۔ کوئی شرم جمانے نہیں رہی ان مردوں کو.....
بیویوں کو تو بس کھلونا سمجھا لیا گیا ہے۔ قلموں میں ان کے ساتھ مذاق، ناولوں میں ان
سے چاریوں کے ساتھ چھپر چھاڑ، نظمیں میں ان کی مٹی ملید۔ اب یہ ریڈیو باقی

(ایک دم ریڈیو بند کرنے کی آواز۔)

لاجوتی :- (ریڈیو بند کر دیتی ہے) ان دنوں کیا۔ ایک زمانے سے آپ کی دیلاگی
 زوروں پر ہے۔ وہ تو میں بھی جو یہ پاگل پن سہ لیتی ہوں۔ کوئی اور پہتی تو
 جناب کو ناک پہنے چھواتی۔

کشور :- لاجوتی، میں تم سے ایک بات پوچھوں :-
 لاجوتی :- پوچھو۔۔۔ پر یہ گھور گھور کے کیا دیکھتے ہو؟
 کشور :- کیا تم نے سچی لڑائی کی ٹھانی ہے۔ یعنی اگر تم لڑنا چاہتی ہو تو صاف
 صاف کیوں نہیں لڑتیں۔

لاجوتی :- میرے سرینگ تو نہیں جو لڑنا شروع کر دوں :-
 کشور :- سینگ میرے ہی سر پر ہیں۔ بیل، بھینسا، سانڈ، گینڈا، گدھا سبھی کچھ ہیں
 ہوں۔

لاجوتی :- گدھے کے سرینگ نہیں ہوتے۔

کشور :- بے وقوف تو ہوتا ہے۔ اور مجھ سے بڑھ کر اور کون بے وقوف ہوگا
 جس نے سب کچھ جلتے بوجھتے یہ ریڈیو تھیں خرید دیا۔ میں اگر دلی کوں
 تم عطاس سنو گی، میں اگر لاہور سننا چاہوں تم کلکتہ سننے پر مایوس ہو گی۔ میں
 پورب جاتا ہوں تم کچھم۔ میں کہتا ہوں رفیق غزنوی اچھا ہے تم کہتی ہو کہ
 سی ڈے۔ اب بتاؤ میری تمہاری کیسے نبھ سکتی ہے۔

لاجوتی :- بڑے کوڑھ مغز ہے ہو۔ کیا لگتا ہے کے سی ڈے۔ کبھی سنا بھی ہے
 اس کا ریکارڈ۔ تیری گھڑی میں لاگا پور مسافر باگ کھلا۔ امن امن اس

بندھ کے لگے ہیں کیا چلت پھرت ہے۔ لگے ہیں کتے برابر کے دانے ہیں۔
— آواز ہے، معلوم ہوتا ہے کوئی کوک رہی ہے۔

(ریڈیو کو سنے کی آواز)

ریڈیو: کے سی فے کا ریڈیو لگا یا جاتے۔

پہلے بھلے: ”بابا من کی آنکھیں کھول“

یہ دنیا ہے ایک مٹاشا۔ چاروںوں کی جھوٹی آشا
لاجنتی: لڑائی دیکھو۔ اسی کا ریڈیو بجا یا جا رہا ہے۔

ریڈیو: ”بابا من کی آنکھیں کھول“

کشتوں: ریڈیو بند کر کے، من کی آنکھیں کھول“ سننے کے قورے منی مے کہ تھلے من
کی آنکھیں بھی کھل جائیں۔ کھلتی توہ کار جو کہ تھوڑی بہت نیم باز تھیں وہ بھی
چم ہو گئیں۔

لاجنتی: یعنی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میرے دیدے چم ہو گئے ہیں۔ دیکھو میں کہے
دیتی ہوں سب کچھ کہو۔ میرے دیدوں کو اگر کچھ کہا تو مجھ سے جڑا کوئی نہ ہوگا۔
دیدے چم ہوں میرے دشمن کے جو مجھے دیکھ نہ سکیں۔

کشتوں: اور تم دیدہ دانستہ اچھے گانوں کو برا دہریوں کو اچھا کہتی ہو۔ آنکھیں بند کر کے جو
منہ میں آیا بک دیا۔

لاجنتی: بد دیکھو منے کہے پتا، میرے پر ویت ایک ہی کھینچی کر ایسا لگاؤں گی کہ تمہارا ریڈیو ٹیڑھ
چلنا چور ہو جائے گا۔ اس پر ویت کا وزن پکا وہ سیر ہے۔ سمجھ لو۔

کشتوں: عقل کے ناخن لو۔ ابھی اپر گول لگایا ہوں۔ چور سے چار سو ساٹھ بھرے

ہوں گے۔

لاہوتی :- میری موتی سے بہرے ہوں گے۔

کشور :- اب جوئی پہزار پر آئیں۔

لاہوتی :- احرہ :ؤں۔ جیسا منہ ویسی بات۔

کشور :- تو میرا منہ تمہاری جوئی کے لائق ہے، کیوں؟

لاہوتی :- تم اپنے منہ سے کہہ رہے ہو۔ میرا تو یہ مطلب نہیں۔ میں تو کہتی ہوں تم کو

دوہے بھرنا پڑے تو میری بیڑا سے بھلے کیا۔

کشور :- پھر میری، یہی بیڑا دیٹ تمہارے منہ پر ایسا ماروں گا کہ سارے دانت

حلق کے اندر ہوں گے۔

لاہوتی :- جی ہے، اس کوئے ریڈیو کے چلتے میرے دانت حلق کے اندر کئے

ہائیں گے۔ اس ریڈیو کو آگ لگے، اس پر کوئی بجلی گرے۔ رکھے لارکھا زمین

میں سما جائے۔ اس گھر میں اس کو چھر بجنا نصیب نہ ہو۔

دکھا نیسے کی آواز۔۔۔ نرائن کی آمد

کشور :- کون؟

نرائن :- میں ہوں نرائن۔

کشور :- آؤ بیٹو۔

نرائن :- (آہستہ سے بیگی جوئی آواز میں) چپ بھی کرو۔ آہستہ بولو، وہ آگیا ہے

باہر کھڑا ہے۔

لاہوتی :- کون؟

نمائندہ وہی !

لاجبختی !۔ وہی کون ؟

نمائندہ !۔ انپکٹر — انپکٹر — ریڈیو کا انسپکٹر۔

کشورہ تو کیا ہوا ؟

نمائندہ !۔ معلوم ہوتا ہے، تم لوگوں نے لائسنس نہیں لیا ہے۔ اب ریڈیو بھی کاٹ دیا جائے گا اور سچاں روپے جرمانہ الگ بھرن پڑے گا۔

کشورہ !۔ جس کے پاس لائسنس نہ ہو، لیکن چارے پاس تو ہے۔

نمائندہ !۔ کیا ہے ؟..... خاک ہے تمہارے پاس.....

کشورہ !۔ میں کتا ہوں.....

نمائندہ !۔ تم کچھ نہیں کہتے..... تمہارے پاس لائسنس نہیں ہے۔ مان لو نا..... نیوے

چند روپے..... اتنی سیدھی سادی بات نہیں سمجھتے..... اسے بھٹی، جیسے تم لائسنس

سمجھتے ہو وہ ریڈیو کی رسید ہے، بھٹے..... لو اب خاموش رہو۔

لاجبختی !۔ تو پھر کیا کرنا چاہتے ؟

نمائندہ !۔ دس روپے جلدی دیجئے تاکہ اس کو کسی طرح راضی کیا جائے۔

لاجبختی !۔ یہ میری بھ میں نہیں آتا کہ ریڈیو کیا کرنی پستل ہے یا بندوق جو اس کا لائسنس

لیا جائے۔ واہ یہ تو بڑا ظلم ہے۔

نمائندہ !۔ بھائی جان آپ بھی غضب کرتی ہیں، گورنمنٹ کے جو اس قدر ریڈیو پیش کی

تعمیر وغیرہ پر روپے خرچ ہوئے اور اب کبھی جو اتنی صرف ہوتی ہے، یہ جو آپ کو ملک

ملک کی خبریں سنائی جاتی ہیں، یہ جو نئے نئے گریوں اور استادوں کے گانے آپ

منفی ہیں، یہ کیا سب مفت میں ہو جاتا ہے۔ اس پر کیا آپ کے خیال میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں لاکھوں روپے۔

لاجنتی: یہ بات ہے تو فیک ہے۔

نرائن: تو اٹھئے، جلدی دس روپے دلو ایسے اور آپ اٹھ کر فیلڈ جلی بھی جائیے، تاکہ انیسٹر صاحب کو معذرت و معذرت کر کے مناد نا کر دس روپے دیدوں۔ لاجنتی: اس پھینے کی تنخواہ میں سے ایک سو ہی نوٹ دس لاکھ میں نے بچا کر رکھا تھا سو یوں غارت ہوا..... یہ لیجئے..... مگر انیسٹر صاحب یہ غزوہ کئے گا کہ آخری بائی فیض آبادی کو ہر روز گرایا کریں۔

نرائن: بہت بہترین کہ دوں گا۔ آپ دوسرے کمرے میں چلی جائیے۔
(تھوڑا وقفہ)

نوائن: کہو داد تو نہ دو گے۔

کشور: بھئی واہ۔ کمال کر دیہ خوب کیا۔ بہت ہی خوب سوچی تم نے جو تکنیکیں اشارہ کیا۔ تو میں فوراً سمجھ گیا کہ تم کوئی عیاری کرنے والے ہو۔

نوائن: کس طرح بھائی کو ٹالا۔ سارا خستہ رفو پتھر ہو گیا۔ ریڈیو بھی ٹوٹنے سے بچا اور دس روپے بھی دے دیے۔ ساتھ ساتھ میٹر و میں بہت اچھی فلم آیا ہے۔ پانچ روپے تمہارے اور پانچ میرے۔ کچھ چرندم خوردند ہوا اور تماشہ بھی دیکھیں۔

کشور: جتنی خوب کنی، چلو ابھی چلتے ہیں۔ (اوپنٹی، زینیں) لاجنتی، ہم دونوں فٹا انیسٹر صاحب کے ساتھ باہر چلے دیں۔ ابھی واپس آجائیں گے۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ بات آوسلو!

(ڈائپ رائٹر پر ڈائپ کوسنے کی آؤ از سٹائی ورتی ہے)
کشور۔ (ڈائپ کوسے ہوئے خط کے آخری الفاظ بولتا ہے)۔

Please note that the payment of Rs. 24/0/-
and not Rs. 49/4/- will be made to you in due
course.

Yours Faithfully.

Copy to document for information.

کشور۔ (ڈائپ رائٹر کی گرفت سے لائن آؤ کرتا ہے اور الینان لاسٹس لیتا ہے) بلکہ
ہے۔۔۔ یہ پھاڑا سلام بھی اس کو ختم ہو ہی گیا۔

لاجونتی: دیکھ، نزلہ، کھانسی۔ آپ کے طفیل سبھی کچھ ہے۔
 کشور: یہ تو جی بات ہے۔ کسی ڈاکٹر کو دکھا دینا چاہئے..... میں جانا ہوں
 ڈاکٹر ہیچندر کو بلاتا ہوں.....
 لاجونتی: کہاں بھاگ چلے..... آؤ بات تو سنو!
 کشور: کہو۔

لاجونتی: مجھے ڈاکٹر واکٹر نہیں چاہئیں..... میں ویسی دوا پیوں گی۔
 کشور: بولو کون سی دوا لادوں۔
 لاجونتی: دو پیسے کا بنفشہ، ایک پیسے کے غلاب، ایک پیسے کی الائچی، ایک پیسے
 کی دارہینی اور تھوڑا سا شہدِ خالص۔
 کشور: بس!

لاجونتی: آؤ بات تو سنو! تم تو بس بھاگے جا رہے ہو..... یہ تو دوا ہوتی، دوا لیتے
 میں کپڑے دھونے کا چھتری مار کر صابن بھی لیتے آنا، تمہارے سبب روٹل
 میلے پڑے ہیں اور دیکھو اسی دکان سے ایک گنے کا سوڈا بھی خرید لینا۔ ساتھ ہی نئی
 گرم چادر بھی دھو ڈالوں گی۔
 کشور: بہت اچھا..... تو میں چلا۔

لاجونتی: فراخید..... کھوپڑے کے تیل کی ایک برتن بھی لگے ہاتھوں دیتے آنا۔
 اور ہاں چادر بھی تو ختم ہو گئی ہے۔ پٹن کی ہینر پیل دالی پٹیا ضرور لے آنا.....
 اور ایک روپے کی دانے دار شکر۔
 کشور: کچھ اور بھی یاد کر لو۔

لاجوتی پر دیا سٹائی کا ایک بٹل اور کاسٹر آئل کی ایک برتل میں گتے ہیں
جلا ب سے ہی لوں۔

کشورہ۔ بس بس، اب میں چلا۔ اس اتوار کے لیے اتنی چیزیں کافی ہیں۔ دروازے
کی طرف چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ دروازہ کھولا جاتا ہے اور بند کر دیا
جاتا ہے،
کشورہ گروپو گروپو۔

(ریڑھیں پر سے اترنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

گروپال پر بھینچا بی! آپ نے بلایا ہے۔

کشورہ۔ ہاں، بھئی، میں نے ہی بلایا ہے میں فلا کام سے باہر جا رہا ہوں۔
اب تو کہیں کھیل کود میں نہ لگ جائیو، اسکول کا سارا کام میرے آنے تک ختم
ہو جانا چاہئے۔

گروپال۔ وہ تو میں کہہ ہی رہا ہوں پر آپ باہر جا رہے ہیں نا؟
کشورہ۔ ہاں ہاں۔

گروپال۔ تو حضرت فیہ عالم حتمہ اقل آج آپ کو لانا ہی پڑے گا۔ اسکول میں تو سب
لوگوں نے خرید لیا ہے۔

کشورہ۔ لیتا آؤں گا۔ اب تو جاؤں پنا کام کر۔ شاہنشاہ۔

گروپال۔ ایک سٹ کا پیوور سے والی، وہ نہیں، رریف کھینچیں نہ اب ایک
چپل دس نمبر کی ضرور دیتے آئیے گا۔

(ریڑھیں پر چڑھنے کی آواز)

کشور:- (اچھے آپ سے پریرہ ساری فہرست یا کس کو رہے گی؟
(کشور کا باپ کھانتا ہوا آتا ہے۔)

کشور کا باپ:- کشور، تو جہاں کھڑا کیا سوچ رہا ہے؟
کشور:- کچھ نہیں چاہی، بازار سے کچھ چیزیں لاتا ہوں۔ سوچ رہا تھا کوئی شے بھول جائے
کشور کا باپ:- بھلا گے کیوں جا رہے ہو۔ اور آؤ، بات تو سنو..... یہ جو تم ہر روز
اوکا سا کھاتے ہو۔ یہ کس مرض کی دوا ہے۔ اس عمر میں تمہارا حافظہ اس قدر کمزور
ہو گیا ہے۔ جب میری عمر کو پہنچو گے تو جانے کیا حال ہو گا تمہارا۔ (کھانتا ہے)
اگر یہی بات ہے تو نوٹ بک میں لکھ دیا کرو..... تمہیں یاد رہے نہ ہے
..... مشکل سا نام ہے، اسے لکھ ہی لو تو اچھا ہے..... سرپ سننے دیکس
..... بڑا اچھا ٹانک ہے..... اور ایک سیر تبا کو تیر..... اور میرے کلمے
شوکے تھے..... اور..... اور..... بس یہی تین چیزیں، پورا دستہ لیتے آنا۔

کشور:- کوئی اور چیز؟

کشور کا باپ:- اسے ہاں..... دو آنے کا پوست اور دانٹوں کے بیسے منجن..... بس۔
(کھانتا ہوا چلا جاتا ہے۔)

کشور:- کشور اب تو جہاں سے بھاگ..... کوئی اور مصیبت نہ آجائے۔
(فرش پر کشور کے چلنے کی آواز..... دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر بند کیا
جاتا ہے۔)

کشور:- (اٹھینای کا سانس لے کر) شکر ہے..... مگر سے باہر تو نکل آیا۔
(دروازہ کھلنے کی آواز۔)

پٹرؤسن :- میں کہہ رہی تھی یہ کشور بابو کی آواز ہے، پر میری کھانا تھی ہی نہ تھی... ہاں تو کشور بابو، آپ کے بھتیجا آج بیمار ہیں اور منتہر دونوں کی کھپٹی لے کر اپنے گائڈ چلا گیا ہے۔ میں پرسوں ان سے کہہ بھی رہی تھی کہ گھر میں اسناد وقت کے لیے بھی پورا نہ ہو گا۔ پر انھوں نے ایک نہ سنی..... اب دیکھئے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں..... بجائی، ترکاری سب تیار ہے اور روٹیاں پکانے کے لیے آگ جاگتی نہیں..... آپ باہر جا رہے ہیں تا؟.....

کشور :- (تھکے ہوئے لہجے میں، باہری جا رہا ہوں۔
پٹرؤسن :- ترجمہ کوئی تکلیف کی بات نہیں..... اور ہسپتال کا کام تو ویسے ہی خوشی سے کرنا چاہئے..... یہ سولہ روپے ہیں۔

(روپوں کی کھنگناہٹ)

پٹرؤسن :- اہم یہ ایک آنہ..... پندرہ روپے میں ایک بوری آٹے کی اور ایک آنہ اس کی انھوائی..... ایک روپے کے چاول..... میں اس بدحلتی ہوں..... چوٹے پر دو دو دھرا ہے کہیں ابل نہ جائے۔

(دروازہ بند کرنے کی آواز)

کشور :- کوئی باقی رہ گیا ہے اور جسے کچھ منگوانا ہو..... میں جا رہا ہوں۔ (بلند آواز میں)
(دروازہ کھلنے کی آواز)

مہی پٹوئی میں سمجھ رہی تھی کہ آپ چلے گئے ہوں گے... جب میں اُحد گنتی تو یاد آ یا کہ آپ کے بھائی صاحب کے یہے فدا منگانی ہے... یہ لیجئے نسخہ..... اور ایک روپیہ.....

(دروازہ بند کرنے کی آواز)

چار گھنٹے کے بعد

(دروازہ کھلنے کی آواز)

نمائیں :- کشور تم ہو..... آؤ بھئی آؤ..... کیسے آنا ہوا؟ ارے..... یہ کیا پیسہ۔

کوئی شادی بیاہ رچا یا ہے جو اس طرح لہے پھندے آ رہے ہو؟

کشور :- (ہانپتے ہوئے) میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔

نمائیں :- کہو، کہو کیا کام ہے..... پر تم کھلے کھلے دکھائی دیتے ہو۔

کشور :- تمہارے پاس جو ہے مارنے والی گولیاں ہیں کیا؟

نمائیں :- ہیں!

کشور :- مجھے تین چار لا دو، پراختی بڑی نہ ہوں جو حملی سے نیچے نہ اتریں۔

نمائیں :- (حیرت میں) کیا کہنا؟

کشور :- (چڑکڑکیں) میں کیا کہوں گا؟..... کیا میں کچھ کہنے کے قابل رہا ہوں..... میں تو

بوجھ اٹھانے والا خچر ہوں..... گرھا ہوں..... کچھ بھی نہیں ہوں..... پھٹنے کے

بجے تھوڑا سا پانی..... میرا حملی سوکھ گیا ہے نمائیں!..... آؤ، آؤ..... کیا

زندگی ہے..... پر تمہارے لیے مجھے جسے مارنے کی تین چار گولیاں لا دو.....

میں جانا چاہتا ہوں۔

نمائیں :- کشور، کشور..... تمہیں کیا ہو گیا ہے..... پارسلوں اور پٹریوں کا یہ بوجھ

تو ہلکا کر دو..... کرسی پر بیٹھو کے دم توڑے لو۔

کشور مدد تم مجھے گولیاں لا دو..... پر تمہارے لیے تمہیں گولیاں لا دو، اور ایک گلاشنائی۔

نرائن :- تم یہ کیا کر رہے ہو کشور؟

کشور :- اگر تم نہیں لادو گے، تو میں بازار سے لے لوں گا۔۔۔ کوئی اور دوست مج پر یہ جہر بانی کر دے گا۔۔۔ نرائن، کسی نہ کسی طرح میرا خاتمہ ضرور ہو جانا چاہئے۔

نرائن :- ہوسے ہوئے بات کرو کشور۔۔۔۔۔ کہیں میری وائف نہ سن لے۔

کشور :- تمہاری وائف سن لے، میری اپنی وائف سن لے۔۔۔۔۔ ساری دنیا کی وائیں سن لیں۔۔۔۔۔ مجھے تم گولیاں دے دو۔

نرائن :- میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

کشور :- کیا ہو گیا ہے؟۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ نرائن تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ کیا مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ کیا میرے ساتھ ابھی کچھ اور ہوا۔

۔۔۔۔۔ میرا سانس پھول رہا ہے۔ لاندھے مثل ہو گئے ہیں۔ دماغ کے پردے اڑ

گئے ہیں اور تم کہتے ہو کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ دفتر میں چھ دنوں مکھیوں کی

بھینٹنا ہٹ، ٹائپ رائٹروں کی مسلسل آواز، یہ کرو، وہ نہ کرو کی رٹ، اور

اتوار کو یہ مصیبت۔۔۔۔۔ بیوی کو زکام ہو گیا ہے، بھائی کا بڑا پھٹ گیا ہے،

غسلخانے کا پلستر اڑ گیا ہے، وزنی نے بیوی کی پھلی سینے پر ڈھیلی اور لاندھوں

پر حسرت بنائی ہے اس کے کان کھینچوں، یا پڑوسن کے بیٹے آئے کی بوری لائن

۔۔۔۔۔ یہ دیکھو۔۔۔۔۔ اس پڑیا میں نفقہ، حنا، لالچ، فارسیہ اور نہ جانے کیا

کیا بلانڈھی ہے۔۔۔۔۔ یہ سوڈا۔۔۔۔۔ یہ دس نمبر کی چیل۔۔۔۔۔ اور یہ۔۔۔۔۔ اور یہ

بوتل کے تیل کا ایک کھوہرا۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ تیلی کی گھوہری کی ایک بوتل۔۔۔

دیکھ لو، دیکھ لو۔۔۔۔۔ دماغ کتنا پریشان ہے۔۔۔۔۔ یہ، یہ۔۔۔۔۔ ہاں، ہاں،

کھوپڑے کے تیل کی ایک بوتل..... اور یہ روت لاپی دووستے والی.....
 سر پہ منے ڈکس، جنہر اقیہ عالم حصہ عالم..... پھیلے..... لاسٹر آئیل کی
 ایک بوتل..... ویاسلائی کا ایک بٹل..... کاسے ٹوکے کسے، پش کی سبز
 لیل والی پڑیا، شکر اور یہ کپڑے دھونے کا صابن مارکہ چھتری، نہیں....
 صابن دھونے کا چھتری مارکہ کپڑا..... نعنٹ، جو کچھ بھی ہے.....
 اور باہر مزدور کھڑا ہے۔ اس کے سر پر آٹے کی بوری اور ایک روپے کے
 چادول..... بتاؤ، پر ماتما کے لیے بتاؤ..... کیا میں ہمدردی کا مستحق
 نہیں، کیا چوسے مارنے والی گویاں نہیں کھا لیتا چاہئیں۔

نرائن۔ ٹھیرو، ٹھیرو، ٹھیرو، ٹھیرو..... مجھے سوچنے تو دو..... مجھے سوچنے تو دو..... تمہیں
 چوسے مارنے والی گویاں چاہئیں ناچ..... پر میں یہ کیسے دے سکتا ہوں
 شایدا آئندہ اتوار کو مجھے ہی ان کی ضرورت ہو..... وہ بھی
 تو شاپنگ کا ارادہ کر رہی ہیں۔

کشور۔ تم میری مدد نہیں کر سکتے تو پر ماتما کے لیے ہمدردی کا اظہار ہی کرو۔
 یا کیا میں اس کے لائق نہیں؟

نرائن۔ برعکس تم سے پوری ہمدردی ہے۔
 کشور۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سچ کر رہے ہو.....
 نرائن۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔

کشور۔ نہیں نہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ہمدردی ہونی چاہئے..... اچھا، اچھا
 میں اب رخصت چاہتا ہوں، مجھے دانٹوں کا سبب اور پرست خریدنے ہے۔

نرائن :- تم اب سیدھے گھر بناؤ گئے نا؟
کشور :- ہاں سیدھے گھر ہی جاؤں گا۔

نرائن :- یہ بھی اچھا ہوا..... میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکے گا..... خیر! مسٹر کانشی رام کو تم اچھی طرح پہچانتے ہو نا؟
کشور :- ہاں، ہاں۔

نرائن :- ان سے میرا پرنام کتنا۔
کشور :- کہ دوں گا۔

نرائن :- اسے بھئی، بھاگ کہاں چلے..... ادھر آؤ بات تو سنو۔
کشور :- کیا ہے؟

نرائن :- اور.....
کشور :- اور.....

نرائن :- یہ طوطہ عجیب کا ہے..... اسے گتکو کہتے ہیں، بہت جلد باتیں سیکھ لیتا ہے۔ اسی لیے تمہاری بھالی سے پسند نہیں کرتی۔ ایک روز بھولے سے میں نے اسے ٹالائٹ کہہ دیا، اب یہ ہر روز اسے "ٹالائٹ" کہنا رہتا ہے..... اب جگڑا اس بات کا ہے کہ یا تو میں اس طوطے کو رکھوں یا اس کو۔
کشور :- بات معقول ہے۔

نرائن :- میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے گھر میں نہ رکھوں..... تمہیں تکلیف ہوگی..... اس بخرے کو انگلی سے ٹکاکے لے جاؤ اور مسٹر کانشی رام کے گھر پہنچا دو۔

..... اور.....

کشور۔ اور.....؟

نرائن: اور یہ اور کوٹ جو انھوں نے منگا بھیجا تھا۔

کشور: اور تیل کا وہ کنسترجوٹم ان سے مانگ کر لے آئے تھے۔

نرائن: وہ کون سا؟

کشور: اور سوتا بنانے کی وہ مشین جو تمہیں مرقت کے بے مستری کے پاس بھیجا تھی۔

نرائن: میرے پاس تو کوئی ایسی مشین نہیں..... میں ابھی تک سنگر مشین ہی کی قسطیں ادا نہیں کر سکا۔

کشور: اور وہ اسباب جو میرے کاندھوں پر لدوا کے اسٹیشن پر بھیجا تھا۔

نرائن: کون سا اسباب؟..... پر تم میری طرف یوں گھور گھور کے کیوں کیوں ہے؟

کشور: کہاں ہے غوطے کا پنجرہ..... لاؤ، لاؤ ادھر..... کہاں ہے اور کوٹ۔

..... میں غوطے کو کچھ چا جاؤں گا..... اور کوٹ کی صدی بنا

دوں گا..... (ہنستا ہے زور زور سے ہنستا ہے) میں تھاری طرف

گھور گھور کے کیوں دیکھ رہا ہوں؟..... (ہنستا ہے) بول میاں مٹھو۔

... کھوپڑے کے تیل کی ایکسچل، کاسٹرائل حقہ اول..... کالے شو کیا ایک

شہد..... رت پانی کی دھنسلیں..... بول میاں مٹھو..... اتوار

کی جے! (ہنستا ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

(مانخو)

آؤ بحث کریں

لاجوتی ہند (اشتیاق بھرے لہجے میں، اپنے پی سے) آؤ بحث کریں۔

کشمورہ۔ بحث کریں — کس سے بحث کریں؟

لاجوتی ہند تم تو یوں بات کر رہے ہو گویا بحث کو جانتے ہی نہیں — ساری عمر گزیر

گھٹی تھاری بحث کرتے کرتے اور آج کتنے انجان بن رہے ہو۔ نئے نادان،

روٹی کو ٹوٹی اور پانی کو مٹا کھتے ہیں بد چارے، جیسے کچھ جانتے ہی نہیں ہیں

ہی بیٹھے بیٹھے جی میں آئی کہ بحث کریں۔ ذرا دل بہل جائے گا۔ اور تم نے

چلانا شروع کر دیا۔ (بگڑ کر) آج تک تم نے میرے منہ بات ہی کی ہے۔

کشمورہ۔ ارے جی کوئی کام کی بات کہی ہوئی۔ یہ کیا؟ — آؤ بحث کریں —

آؤ بحث کریں، کیا اس الیکشن میں میونسپل کونسلر بھرتی ہونے کا خیال ہے یا کس

اخبار کا ایڈیٹر بننے کا ارادہ کر رہی ہو۔

لاجوتی۔ پر ماتا کی کڑواہٹ۔۔۔۔۔ اخبار تو ہر روز ہمارے گھر سے نکلتا ہے۔ صبح چار بج کر جب باہر نکلتے ہو تو محلے کے سب لوگوں کو اپنے گھر کی خبریں سناتے ہو۔ لاج تو نہ آتی ہو گی تمہیں۔ ابھی اس گھوٹے بھگوان داس کو سنا ہے تھے کہ میں تمہاری پتلون پہن کر فوٹو اتر دواؤں۔

کشور۔ مجھ سے قسم لے کر جو میں نے کہا ہو۔۔۔۔۔ وہ تو باتوں باتوں میں میں نے اس سے صرف اس قدر کہا تھا کہ عورتیں اگر پتلون پہنیں تو کیا ہرج ہے۔ کیا ہرج ہے؟۔۔۔۔۔ اور اگر وہ نہ پہنیں تو بھی کوئی ہرج نہیں۔۔۔۔۔

تمہارے دل میں تو میری طرف سے جو بیٹھ گیا ہے۔ پتہ کھر کا اور بندہ بھر کا۔ لاجوتی۔ چو بیٹھ گیا ہے۔۔۔۔۔ اور اگر میں اپنی کسی سہیلی سے کہ دوں کہ کچھ جھپٹے میں نے تمہیں اپنے کپڑے پہنا کر مارا دن گھر کے کام کاج پر لگائے رکھا تھا، تو؟ کشور۔ ہر ماتا کے لیے یہ بات اپنے دل ہی میں رکھنا۔۔۔۔۔ غصے کو تھوک دو میری جان تم تو ناحق بات بات پر بگڑ جاتی ہو۔۔۔۔۔ خدا سوچو تو، ایسی باتیں بھلا غیر سے کی جاتی ہیں۔۔۔۔۔ اس وقت بھی کوئی من لے تو کیا کہے۔۔۔۔۔ چھی چھی چھی۔۔۔۔۔ گھر میں ایسے کسی چچل تماشے ہوتے ہیں پر دوسروں سے ان کا ذکر تھوڑی کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ لاجوتی آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

لاجوتی۔ میرا جی آج سمٹ کرنے کو چاہتا ہے۔

کشور۔ ابھی دھوبی آیا تھا۔ اس سے کیوں نہ شروع کر دی۔

لاجوتی۔ سمٹ وہاں شروع ہو سکتی ہے جہاں کوئی نہ مانے۔ میں نے جب اس

سے کہا کہ یہ دشمنیں کپڑوں کو کھٹ لگانا چاہتے تو اس نے بحث سے مان لیا۔
 ”جی ہاں سرکار ضرور لگانی چاہئے۔“ اب بتاؤ ایسے لوگوں سے کیا خاک
 بحث ہو سکتی ہے جو بات کی وہیں گردن دہادیں۔

کشور و صاف بتاؤ کہ اب تم کیا چاہتی ہو؟

لاہوتی ہو بحث کرو، فردا اگر ماگرم باتیں ہوں۔ تم اپنے دل کی بھڑاس نکالو۔ میں اپنا بی
 ہلا کروں۔ کیا تم اس ٹھیرے پانی ایسی زندگی سے تلک نہیں آتے۔

ایک ہنگامے پر موقوف ہے گھر کی رونق

نغمہ شادی نہ سہی نوحہ غم ہی سہی

کشور! اگر گھر کی رونق ہنگامے ہی پر موقوف ہے تو آؤ تم میرے بال زچہ، میں تمہارا
 منہ فوجوں۔ دونوں چھین چلائیں۔ اودھم مچا کر سارا گھر سر پر اٹھالیں۔ فریج پر کے
 پرزے اٹا ڈالیں، سارے برتن توڑ ڈالیں۔ عجیب منطق ہے۔ نہ جانے
 تم نے کس بے وقوف کا شعر یاد کر لیا ہے، اور پھر اس گھر میں ہنگامے کی ضرورت
 ہی کیا ہے۔ جہاں تم جیسی دھرتی دھمک موجود ہو۔ سدا بھونچال رہتا ہو۔

(نرائن کی آمد)

نرائن۔ (دکھتا ہے) بھونچال کی بات ہو رہی ہے۔ ہوں، بھونچال کی۔
 پر تم کیا سمجھا سکو گے کشور کہ یہ بھونچال کیا ہوتا ہے۔ تمہیں سائنس سے کیا واسطہ
 کشور۔ جس مرد کو لاہوتی جیسی بیوی مل جائے، اسے سائنس وائنس پڑھنے کی کیا
 ضرورت ہے۔ اس کے تو گھر ہی میں Laboratory اور Observatory
 کھل جاتی ہے۔۔۔۔۔ تم اب مجھے کیا کوئی نئی سائنس پڑھانا چاہتے ہو۔ ابھی

تک قومیر ایک ہی کورس ختم ہونے میں نہیں آتا۔

لاجوتی: کورس ختم ہونے میں نہیں آتا۔ کورس ختم ہونے میں نہیں آتا۔
کورس میں ہوں کہ تم..... اور یہ جو تم نے ایک نیا قاعدہ پیدا کیا ہے وہ
تم سے کیا کم ہے۔ ابھی سے آسمان کے تارے توڑتا ہے۔ قدامت خانہ
بھرا۔ زبان سکندری گز۔ آخر تھا ماہی بیٹا ہے نا؟۔ فدا ہوا ہرے
پھر دیکھنا کیا کیا گل کھلاتا ہے۔

نرائن: شانتی..... شانتی!۔ بھئی یہ کیا قصہ ہے۔ بات بھونچال کی ہو رہی تھی
اور بیچ میں یہ کورس اور قاعدے کیا آگئے اور پھر یہ بیٹے کے مٹنے کیوں؟
— بیٹا بیٹا آپ کا دیا ان کا بھی ہے۔

لاجوتی: وہ کیسے؟ بیٹا ان کا ہے۔ باپت پرت پراپت گھوڑا اس کی دلیل ہے۔
بیٹی ہوتی تو المیہ میری تھی۔

کشید: نرائن تم خاموش بیٹھے رہو، ناحق دماغ خالی کر دو گے۔ یہ آج اسی قسم کی
اوش پٹانگ باتیں کر رہی ہے۔ ابھی کہہ رہی تھی میرے ساتھ بحث کرو۔
(ہنستا ہے)

نرائن: تو اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے۔ بحث مباحثے میں تمہارے ہی
پٹے کچھڑ جاتا۔ کچھ سیکھ لیتے۔ بات کرنے کی تیز آجائی۔ پر تمہیں ان چیزوں
کی کیا قدر ہو سکتی ہے، ہونا آخر لوہے کی مشین پر انگلیاں چلانے والے...
... ہاں تو بھابی جان کیا کر رہی تھیں آپ؟۔ بیٹا اس کا اور بیٹی آپ کی؟
— یہی کہا تھا نا آپ نے؟

لاہوتی۔ جی ہاں، یہی کہتا تھا۔ شاہ باب کا اور بیٹی ماں کی۔

نوائن۔ گوجھے ایسے سوال پر چھٹے کا کوئی ادھیکار نہیں۔ لیکن کیا پوچھ سکتا ہوں کہ بیٹا اس کا کیوں ہوا اور بیٹی آپ کی کیوں ہوئی۔ میری وافت تو کہا کرتی ہے کہ بیٹا اور بیٹی دونوں میرے ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں غلطیاں میری ہیں یا اس کی۔ اور اگر دونوں میری نہیں ہیں تو ان میں سے کون سی اس کی ہے اور کون سی میری؟

لاہوتی۔ میں سلیٹ پنسل لے کر حساب کا سوال نکالتے نہیں بیٹھی۔ آپ کو اگر پوچھنا ہو تو سیدھے سادے افظوں میں پوچھئے۔

نوائن۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر عورتیں، میری بیوی کو علیحدہ کہتے ہوئے اپنے شوہروں سے کیوں کہا کرتی ہیں۔ "تھارے بیٹے نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔" اور جب بیٹی کا ذکر آجائے تو یہ کہا کرتی ہیں؟ میری بیٹی دیروی ہے، دیروی، پر مائٹل جہان کو ایسی بیٹیاں دے۔ میں صرف "تھارے بیٹے اور میری بیٹی کے درمیان جو فرق ہے معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسروں کا بھلا ہو۔

کشور۔ یہ جو فیصلہ کرے گی اس سے ممکن ہے دوسروں کا بھلا ہو جائے۔ پرنسزے جیسے آرڈی نیٹس ضرور جاری ہو جائے گا۔ تم جانتے دو تا اس بحث کو کیونکہ میرے لیے ایک نیا قانون پاس کرنا ہے۔ کیا اس سے پہلے کم تھے۔

نوائن۔ یہ ایک بہت بڑی پرابلم ہے کشور۔ تم نہیں سمجھتے کہ اس کا حل ہونا کتنا دشواری ہے، ہندوستان کو سوراخ مل جائے۔ ساری دنیا آڑا ہو جائے۔ پر یہ سوال ہمیشہ

کہ بس شادی ہو جاتی ہے اور شادی بہر محل شادی ہے۔ اب صرف معلوم یہ کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ ہم شادی کیوں کرتے ہیں، تو اس کے متعلق مشہور دہی آٹھویں جینٹ نے لکھا ہے۔

People marry when they don't

؟ وہ بالکل سچ کہتے ہیں *know what to do with themselves* یہ عورتیں اور مرد اس وقت

شادی کرتے ہیں جب انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ کا کیا کریں؟

لاجوتی نہ دوسرے لفظوں میں اس وقت دونوں عقل سے خالی ہوتے ہیں یہ وقت بہت خطرناک ٹرائن ہے۔ لفظ دہی رہنے دیکھتے تو کیا ہر جگہ ہے؟

لاجوتی ہے پر اس سے مطلب تو نہ بدلے گا۔ آپ نے گول محل لفظوں میں مجھ سے یہی کہنا چاہا ہے کہ جب عورتیں مردوں سے شادی کرتی ہیں تو وہ پرے دے کی پٹری ہوتی ہیں۔ تو اس میں شک ہی کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر اور کیا بے وقوفی ہو سکتی ہے کہ دیکھ بھال کے سمجھ بوجھ کے اپنی آزاد جان کو قید میں ڈال دیتی ہیں۔ جتنی کا گھر دوسرے لفظوں میں قید خانہ ہے، جس میں عمر قید کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔

کشور بھرتی کا گھر قید خانہ ہی سہی اور یہ عورتیں بھی تو اس قید خانہ کا داروغہ بن کر آتی ہیں جب دیکھو کندھے پر بندوق لیے کھڑی ہیں۔ شادی کے بعد مرد کسی عورت سے ہنس کرات تو کر لے، تو بہ صاحب قیامت برپا ہو جائے۔

لاجوتی نہ کہاں کی بات کہاں لگائی۔ سنئے ٹرائن صاحب، دارا عورتوں کا حال بھی سنئے۔

صحیح اٹھتے ہی جتنی صاحب شروع کرتے ہیں؟ پہر دن چڑھ آتا ہے اور آپ ٹیلی جی پڑی سو رہی ہیں۔ بھلا جب میں ناشتہ لہجے کروں گا تو کھانا کس وقت کھاؤں گا اور مجھے ٹھیک دس بجے دفتر چلے جانا ہے۔ — چاہے عورت کوئی

دکو درد رکھتی ہو۔

کشور۔ سنو، سنو، فرائن، اب ہمارا حال سنو۔ اگر بھاری چتی رات کو ذرا دیر سے آیا تو آؤ
تو جہاں دکھاں۔ بس دیوڑی جی شروع ہو گئیں "لے گئے ہوں گے اپنی ماسی کے یہاں
کہیں ناچ رنگ کی محفل ہوگی۔ کوئی مل گئی ہوگی۔ ایسی ویسی لے میں بھی تو سنو
وہ موٹی لکڑی ہے کون؟

لاہورتی ہد (بات کاٹ کر) اب دفتر جاتے وقت کھانا لیا کر سامنے رکھا تو پتی صاحبکے
منہ سے پھول جھڑنے لگے "بڈیلان گئی رہ گئی ہیں۔ سینکی نہیں گئیں۔ جلدی جلدی دس
بچے اٹھ کر اپنے تھاپے ہیں۔ بھاجی میں تنک بھینکا ہے، سالن میں تنک لہر کر دیا
ہے۔ پانی میں برت نہیں ڈالی۔ کھانا کیا پکایا گیا ہے سر کی بلا ٹال دی گئی ہے۔
جیسی تو میرا معدہ خراب ہے جیسی تو مجھے اس کانے ڈاکٹر کو فیس دلا کر کرنی پڑتی تھی
کشور۔ سنو فرائن، اگر شامست اعمال اس کانے ڈاکٹر کو پانچ روپے فیس کے لئے ہے
تو اس نے گھر سر پر اٹھالیا۔ یہ اب کی مغزواہ میں پانچ بچے کیوں کم ہیں؟ کیا کوئی
نئی بلا پالی ہے، میرے بچوں کا صبر پڑے اس چند پر۔ ہوگی کوئی گرہ کٹ موٹی پہلی
کی تو دیوڑی پڑتی نہیں، بد سہرے جلوسے کی ہے۔ ہمارے جی باہری باہر لپکتے
اڑانے لگے ہیں۔

لاہورتی ہد۔ اب پتی جی کے دفتر جانے کا وقت آیا تو پکڑے بدلتے وقت شروع ہوئے۔
"میں تو سرائے میں رہتا ہوں گھر تھوڑے ہی ہے۔ زندگی کے دن گزار رہا ہوں۔
قدیص میں ایک بٹن نلارہ ہے پتلون کا مجلس کبے غائب ہے۔ کسی کو کیا پڑا
کا لڑ سب میلے پڑے ہیں۔ برب تنک ایک ہی دھوکرا ستری کر دی ہوئی۔ کوئی ہاتھ

کی مندی تو نہ چھٹ جاتی، میرا کپڑا کوئی کہیں پڑا ہے کوئی کہیں، میری بوسکی کی
قیصیں اکثر بچے کے ہاتھ سے کا کام دیتی ہیں۔

کشورہ۔ منو نرائن، منو.....

نرائن۔ ارشاد بھائی جان!

لاجپتی۔ میں نہیں، آپ کے دوست کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔

نرائن۔ کہو جی، کیا کہتے ہو مجھے تو بالکل پتا نہیں چلتا کون کس سے کہہ رہا ہے۔

کشورہ۔ ہاں تو اتفاق سے ایک دوست کے پرسوں کھانا کھایا۔ پھر تم سنتے۔ یہ

کھانا کہاں کھایا گیا ہے؟ کوئی منی کی ہوگی، کیوں؟ میں تو بارہ بارہ بچے

رات تک بھوکے پیاسی پٹری انتظار کرتی رہوں اور یہ ہمارے جی اس موٹی لکڑی

کے یہاں کچان اڑائیں۔ جب ہی تو میں دیکھتی ہوں ایک منٹ میں کچ کل کھانا

کھالیا جاتا ہے۔ بھوک بالکل نہیں، ذرا نہیں کھایا جاتا کہتے کہتے چوکے سے

اٹھ کر ہاتھ دھو لیے جاتے ہیں۔ ذرا میں بھی تو سنوں آج کل کہ صبر آ پکاسیر لگتا ہے۔

لاجپتی۔ اب یہ دفتر سے آئے۔ ابھی دو منٹ آئے نہیں ہوا کہ چلا نا شروع کر دیا۔

مجھے آئے گھنٹہ بھر ہو گیا کوئی پرچھتا ہی نہیں کہ کون کتنا گھر میں آیا ہوا ہے۔ اور

جانے دو، سہ پہر کی ایک چائے ہے۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ملتی کہ ذرا تمام دن کی

ٹھکن مٹے۔ بس دیوی جی کو تو سیلیوں کی خاطر ملازمت سے کام ہے فروٹ پر

فروٹ چلے آ رہے ہیں۔ برتنوں پر بریلیں کھل رہی ہیں۔ میں مزدور جو کہ صبح

صبح بوجھ ڈھونڈ لال گیا ہوں۔ تمام دن کام کھپا تھکا ماتارہ میں کجھٹ گھر میں

آیا بیٹھا ہوں اور آپ دیوی جی ہیں کہ ہسٹائی کی لڑائی کھڑی سن رہی ہیں

— اے سنتی ہو۔ سوچنا نہیں کان بہرے ہو گئے ہیں؟ — پکار پکار کے گلا

تھک گیا پر تمہارے کان پر جوں تک نہ ریگی۔

کشور۔ منو، منو زرائع.....

زرائع۔ کیا سننے کے لیے صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔

کشور۔ بکو نہیں، منو..... پر سوں ہی کا ذکر ہے۔ گنیش نے مجھے ایک بتل بیکی

پادی۔ گھر میں جو پہنچا۔ نہ معلوم تہی کی ناک ہے اور کان جو ہے کسے۔ بس گزرتوں

بجئے لگا۔ اچھا یہ کہنے اب سرکار کے منہ دار بھی لگ گئی۔ جب ہی آنکھیں

لال جھوکا ہو رہی ہیں۔ بات تو صبح منہ سے نکلتی نہیں۔ یہ کن شہریتی جی کا کام

ہے۔ ہوگی کوئی بازاری۔ اب گھر بار چکا۔ بچے چل چکے۔ میں بد نصیب

چوٹے بھاڑ میں، پرچوں کا گزارہ کہاں سے ہوگا۔ یہ تمہیں بری چیز منہ لگتی ہے

تو چوٹتی تھوڑے ہی ہے۔ جب ہی تنخواہ میں کبھی دس کم ہیں کبھی بیس۔

دیکھو میں کسے دیتی ہوں اگر تمہارے ہی لپٹن رہے تو بچوں کو تمہارے سر مار کے

میں سے چلی جاؤں گی۔

زرائع۔ (ہنستا ہے) ابا بابا بابا۔ بحث تو خوب ہو رہی ہے۔ تڑا تڑا گولیاں چل

رہی ہیں۔ دو قابل پلٹید آرگو منٹ کر رہے ہیں۔ چین جاپان میں جنگ ہو رہی

ہے۔ تڑا تڑا گولیاں چل رہی ہیں۔ پر حیرت ہار کا پتہ نہیں لگتا۔ کدھر کی جیت رہی

اور کدھر کی ہار۔

لاجوتی۔ جیت ہار سے کیا مطلب۔ خدا بحث کر کے جی ہلا ہو گیا اور ان کی تلی بھی کھل گئی۔

کشور۔ میں ہار آیا۔ ایسی بحث سے میں دعویٰ بن جاؤں گا۔ جو تم کہو گی، صحیح، درست،

ٹھیک ہے سرکار کتا باتں گا۔ مجھے دھوبی بنانا منظور ہے۔ بحث کرنا منظور نہیں ہے۔ کہیں ہنسی میں ہنسی نہ ہو جائے۔

نرائن: بھابی جان، اب کیا چاہتی ہیں۔ میرے دوست نے بار قبول کر لی۔ آپ جیت گئیں اور وہ بار گیا..... مگر بحث جڑی ہی مزیدار رہی۔

لاجپتی: یہ بات ہے تو بھجئے اور پھر سے دیتی ہوں۔ جب ان کے سونے کا وقت آیا اور مسہری پر جا کر لیٹے تو کہنے لگے: ات۔ ات۔ ات۔ پیر میں کس قدر منتہن ہو رہی ہے اور سر کے دروسے کپٹیاں پھٹی جا رہی ہیں۔ بھلا کسی کو کیا غرض جو ذرا میرے پیروں پر دبا دے، اور میرے سر میں تیل کھپائے۔ ہائے مر گیا..... اور ہو ہو ہو کیا ٹیسٹ ٹھنی ہے! اب وہ بیچاری تیل لے کر کونجی تیل لگاتے دو منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ بیلے ”تم کو تیل لگانا کبھی نہ آئے گا۔ میرا سر تھک رہی سنگرشین کی طرح نہیں ہے۔ فلاسکین نہیں ہوتی۔ سر کی بلا ٹائل سی ہو۔ پھر ایک گھنٹے بعد کہنے لگے: ”بہنے بھی دو ایسے تیل لگانے سے بہتر تھا کہ پیر ہی دبا دیتیں ہو اب پیر دبانے بیٹھی تو شروع ہوئے“ ”مشغیوں میں زور ہی نہیں تم دو باقی ہو یا پنڈلیاں سلا رہی ہو..... سر کی بلا ٹالنتی ہو..... یہ کیا بار مونیم بجایا جا رہا ہے.....“

کشور: نرائن، جھوٹ، بالکل جھوٹ، سفید جھوٹ، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ لاجپتی: سنئے نرائن صاحب!

نرائن: ارشد د!

لاجپتی: اب دو گھنٹے دیا چکی تو حکم ہوا۔ ”بس کرو مجھے کچھ تسکین نہیں ہوتی۔“ پھر پانچ منٹ ٹھیک کر دے۔ ”بس اب بند لگئی، بیٹی نہیں کہ سوتی نہیں۔ شرائے شروع ہو گئے۔“

اسے کیا کچھ سوچیں۔ ذرا باتیں ٹوکرو.....؟

کشور و نرائن! یہ سب بہتان ہے۔ یہ سب بہتان ہے۔ ایک حرف اس کا سچ نہیں۔
سب جھوٹ ہے۔

لاہوتی :- ذرا بچہ رو پڑا۔ جان بوجھ کے دودھ بھی بھر کر نہیں پلایا ہوگا، کہ میری عین حرام
ہو جائے۔ اٹھے اور گود میں لے۔ لوریاں دے کر سلاتے۔ ٹوکری پر بھی مائل۔
دن بھر ٹھکوں مروں۔ رات کو بچہ کھلانے کی ڈیوٹی بھی میں ہی دوں۔ اسے
اٹھتی ہو کہ نہیں، کیسی ظالم ماں ہے، کیا بھاری نیند ہے۔ اسے اٹھو، ننھے کو
دودھ دے مجھ سے نہیں بہتا۔ نیند ہے کہ لا۔ اسے آنکھ نہیں کھلتی۔ قمارو
روکے ہلاک ہوا جا رہا ہے.....؟

کشور :- لاہوتی میری توبہ میں ہار اقم جیتیں..... پر ماتما کے لیے اب بند کرو اس
بحث کو..... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دھوبی بن جاؤں گا۔ بھگوان کی
قسم دھوبی بن جاؤں گا..... اب تم اس بحث کو بند کرو۔
نرائن :- یہ تم بار بار دھوبی کیا کہہ رہے ہو۔ دھوبی بن جاؤ گے تو کیا ہوگا۔

کشور :- سب ٹھیک ہو جائے گا نرائن، سب ٹھیک ہو جائے گا..... بات یہ ہے
کہ صبح دھوبی دھلائی سے کڑا یا تھا۔ اس سے بھی آپ نے بحث کرنا چاہی۔ کہنے
لگیں، ریشمیں کپڑوں کو بھی کلف لگانا چاہتے۔ آدمی تھا عقلمند فوراً "جی ہاں
سرکار لگانا چاہتے" کہہ کر اپنی جان بچھڑالی۔

نرائن :- تو کل سے ہیں بھی اپنے گھر میں دھوبی ہوں۔ جیسی کیا کام کی بات کہی تم نے۔
(فیمنٹاؤٹ۔)

آؤ اخبار پڑھیں

لاجوتی :- (بڑے اشتیاق سے لہجے میں) آؤ اخبار پڑھیں!
(کافد کی کمر بکڑا ہٹ)

کشور :- (چپک کر) کیا کہا؟

لاجوتی :- کہ رہی ہوں۔ آؤ اخبار پڑھیں۔

کشور :- پڑھو، پڑھو، ضرور پڑھو — شکر ہے کہ تمہیں کچھ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا

لاجوتی :- جی — گویا میں بالکل ان پڑھ ہوں۔ الف کا نام بھلا نہیں جانتی، آج
دن تک گمانس ہی پھیلتی رہی ہوں۔

کشور :- ارے بھئی تم سے یہ کس نے کہا ہے، تم سب کچھ جانتی ہو۔ اس سچے
انکار سے۔ میں نے تو صرف یہ کہنا چاہا تھا کہ اخبار پڑھنے کا شوق بڑا اچھا ہوتا ہے۔

دنیا بھر کی خبریں گھر بیٹھے معلوم ہو جاتی ہیں۔ ابھی تم نے اخبار پڑھنے کا ارادہ
نہا ہر کیا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

لاجوتی :- جاسنے بھی دو، کیوں جھوٹ بولتے ہو، تمہیں خوشی ہوئی۔ ضرور ہوئی ہوگی
اگر تمہاری طرح میں بھی صبح سویرے اٹھ کر یہ مورا اخبار پڑھا شروع کر دوں
تو دیکھوں جناب کی خوشی کہاں رہتی ہے۔ خود تو سہیلکھنے، دودھ پالنا اور
چائے کا پانی بنانا پڑ جائے تو یہ اخبار اس گھر میں کبھی نظر آئیں۔ دن بدن
انگریزی جتنے جاتے ہو۔

کشور :- یہ انگریز جتنے چلے جانے کی بھی ایک ہی کہی۔ کھانا کھانے کے بعد سگریٹ
پیتے تو وہ تمہارے نزدیک انگریز، جو ٹیو کوٹنے کے بعد تھوڑا سا پاؤڈر چہرے
پر مل لے۔ وہ بھی انگریز، ہیٹ لگایا تو انگریز، فریبات چیت میں دو ایک خبر
نچھوٹے سے انگریزی کے بول دیے، وہ بھی انگریز۔ اب ناشتے پر اخبار
پڑھنے والا بھی انگریز۔ چلو بھئی انگریزی سہی، یہ گالی تھوڑی ہے جو چڑ
جائوں۔ وہ تم ہی ہو جو اس روز مجھ پر بگڑ گئی تھیں جب میں نے تمہیں میم کہا تھا۔
لاجوتی :- میم ہو کوئی تمہاری ہوتی سوتی، میں کیوں میم بنوں۔ یہ موٹی لال سندھالی
ہندیاں تمہیں پسند تھیں تو مجھ سے بیاہ کر نے کی ضرورت کیا آن پڑی تھی کسی
سنے تم کو مجبور تھوڑی کیا تھا۔ کسی ایسی ویسی کو پکڑ کر گھر میں بسالیا ہوتا۔ آج
ان جھگڑوں کی نوبت تو نہ آتی۔

کشور :- تم اخبار پڑھنے والی تھیں۔

لاجوتی :- میں پرہیزگارانہ کیا کیا کرنے والی تھی، پر اس گھر میں آتے ہی ایسے جناب میں چھٹی

کہ سب کچھ جھول گئی۔ کبھی بیٹے ہوئے دنوں کی یاد کرتی ہوں تو بے اختیار آپس
نکل جاتی ہیں۔ میں سمجھتی تھی کہ میرے سارے سہنے اس گھر میں پورے ہو جائیں گے۔
پر جو جگہ میں لکھا ہے وہ کیسے مٹ سکتا ہے۔

کشور۔ (دہر دی بھرے لمحے میں) سبکے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے لاجبنتی۔ شروع
شروع میں یہ زندگی بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب بال بچتے پیدا ہو جاتے
ہیں اور جب دوسرے دکھ شروع ہو جاتے ہیں تو ایک تھا کاٹ غسوس ہو جاتی ہے۔
پر یہ بھی تو ہمارے جیون کا ایک رنگ ہے۔ سکھ ہی سکھ ہو تو کیا مزا..... بیٹھا زیادہ
ہو جاتے تو من کو نہیں جاتا۔ زبان کو کڑوا معلوم ہونے لگتا ہے..... میں تو یہ کہتا ہوں
کہ ایسی باتوں پر دھیان ہی نہیں دینا چاہئے۔ چلو اخبار پڑھیں۔

لاجبنتی۔ (سرد آہ بھر کر) آؤ اخبار ہی پڑھیں۔

کشور۔ تم پڑھو، میں سنوں گا۔

لاجبنتی۔ میری آنکھیں بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ تم پڑھو۔ میں سنتی رہوں گی۔
کشور۔ (اخبار اٹھانے اور ورق گردانی کر کے) آؤ اس پہلے کوئی دلچسپ خبر ڈھونڈ
لوں..... یہ تو سب بیکار ہیں۔ جرمنی اور آٹلی کے ڈکٹیٹروں کی خبریں ہیں۔ یہ
سارا کالم ہٹلر کی کواں سے بھرا پڑا ہے اور یہ کالم.....

لاجبنتی۔ ذرا ٹھیکر تو..... یہ مواء ہٹلر ہے کون؟..... بڑا چرچا ہو رہا ہے آج کل اس کا۔
پرسوں دھوبی دھلائی لے کر آیا تو کھنے لگا؟ سرکار میں اسے آخری دھلائی بھگئے۔
سب گھاٹوں پر تھوڑی دیر میں ہٹلر کا قبضہ ہو جائے گا۔ کیا ہٹلر ذات کا
دھوبی ہے؟

کشور۔ دھوبی؟..... نہیں نہیں وہ تو اچھا بھلا انسان ہے۔ یعنی، یعنی..... جبرمنی کا ڈکٹیٹر.... جانتی ہو ڈکٹیٹر کسے کہتے ہیں؟
 لاجبختی بد ڈکٹے ٹر۔ اڈی خروں اور دکٹروں کی قسم کا کوئی آدمی ہوگا؟ — تم ہی بتا دو نا یہ کون ہوتے ہیں؟

کشور۔ ڈکٹے ٹر اس آدمی کو کہتے ہیں..... فحیرہ میں تمہیں مثال دے کر سمجھا رہوں۔
 یہ ہمارا گھر ہے۔ اس میں تم ہو، ہمارا مناس ہے، درگا نوکرانی ہے۔ میرے چابی ہیں۔
 ماتاجی ہیں اور میں ہوں..... یہ سب لوگ مجھے جرات دیتے ہیں۔ اس لیے کہ گھر کا انتظام میں کرتا ہوں، پر میں سب کی دانتے سے کرکام کرتا ہوں۔ اب اگر کچھ میں اس گھر میں صرف اپنا ہی حکم چلانا شروع کر دوں اور سب سے اپنا کہا منوانا شروع کر دوں تو میں وہ نہیں رہوں گا جو پہلے تھا، ٹھیک ہے نا؟
 لاجبختی بد ٹھیک ہے۔

کشور۔ بچوں سمجھ لو کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں گا اور سب میں ڈکٹیٹر بن جاؤں گا تو مجھے اس بات کا ادھیکار ہوگا کہ آلوؤں کو ٹماٹر کہنا شروع کر دوں، ٹماٹروں کو گھٹریاں اور گھٹریوں کو دو آئیں کہنے لگوں۔ صبح کا ناشتہ رات کے بارہ بجے ہو، ڈنر صبح کو کھایا جائے، رنج رات کو ہو، چائے میں کینفیں کا کرپی جائے، سالن پیلے کھایا جائے اور دہائی بعد میں.....

لاجبختی بد۔ کیا پاگل خانوں میں قفل لگا دو گئے؟.....

کشور۔ اب کیا لوگوں نے ان تمام ڈکٹیٹروں کو پاگل خانے بھجوا دیا ہے۔ جن کا حال ہر دماغ خرابوں میں چھپتا ہے۔ اری باؤلی ڈکٹیٹر بہت جڑ آدمی ہوتا ہے۔

بہت بڑا آدمی، وہ دن کے قرون، رات کے قرونات..... پر چاکر اس کی ہر بات ماننا ہی پڑتی ہے۔ میں نے گھر کی مثال اسی بے دی تھی کہ تم جلدی سمجھ جاؤ.....

لاجونتی۔ سب کچھ گئی ہوں۔ یہ اخبار پڑھو پڑھو کہ اب تم بھی اس گھر میں ہٹکر رہنا چاہتے ہو، پر مجھ سے سن لو، تمہاری ڈکٹیٹری یہاں نہ چل سکے گی۔ جس دن تم نے آلوؤں کو ٹائمر کہا اور ٹائمرز میں کوک بھرنا شروع کر دی، میں اپنے منے کو لے کر یہاں سے چل دوں گی، مجھ سے یہ پاگل پن نہ دیکھا جائے گا۔

کشور۔ لاجونتی، تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں اس گھر میں ڈکٹیٹر بن سکتا ہوں۔ اس جرمنی کا ہٹلر تو صرف تم ہی ہو..... میں تو جی حضور می ہوں۔ آنکھیں بند کیے سب حکم ماننا رہتا ہوں۔

لاجونتی۔ سب حکم ملتے رہتے ہو۔ تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔ شادی کے دو دن بعد حبیب میں نے تم سے کہا تھا کہ ناتھ، میں تم سے اکتفا کرتی ہوں، یہ سگرٹ پینا چھوڑ دو تو زیادہ سے تم نے مجھ سے کیا کہا تھا؟ "لاج پیاری، تم مجھے حکم دے سکتی ہو۔ یہ انجانا کیسی؟.... سگرٹ کیا میں تمہاری خاطر اپنی عزیز سے عزیز چیز چھوڑ سکتا ہوں؟ اور اس وقت تمہارے منے سے دھوئیں کے یہ بادل جو نکل رہے ہیں، کیا بتاتے ہیں؟ ہماری شادی کو چار برس گزر چکے ہیں، ذرا حساب کر کے بتاؤ تو کتنے سگرٹ اب تک پی چکے ہو؟

کشور۔ سگرٹ کی کیا بات کرتی ہو لاج! پیا پیا نمبر یا نمبر یا..... تم تو معمولی سے معمولی بات بھی بے حیصتی ہو۔

لاجونتی۔ سگرٹ پینا معمولی بات ہوئی تو کبھی کبھی دسکی اور بیڑ پینے میں کیا ہنر ہے۔

ان موئی ایکڑ مس کے یہاں جانے میں کیا مضائقہ ہے، برج اور دیس کھینے سے کیا ہوتا ہے، باہر ہی باہر دوستوں کے ساتھ گلچرے اڑانے سے کیا بگڑتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ بے چاری استری گھر میں پڑی گھلتی رہتی ہے۔ اس سے زیادہ اور بوجھی کیا سکتا ہے۔ جانے دو اب تجھ سے ان معمولی باتوں کی فہرست نہ بنواد۔ چلو آؤ اخبار پڑھیں۔

کشور۔ اخبار۔ ہاں اب اخبار پڑھنا ہی پڑے گا۔

لاجوتی۔ اگر نہیں جی چاہتا تو چھوڑ دو۔

کشور۔ نہیں، نہیں جی کیوں نہیں چاہتا، ابھی پڑھتے ہیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تمہیں مجھ سے بالکل پریم نہیں ہے۔ تمہارے لیے میں نے ہمایوں سے لڑائی مول لی۔ اپنے رشتہ داروں کو چھوڑا، آپ غلامی کا طوق پہن لیا۔ موٹریج دی کہ تمہاری چوڑیاں بن جائیں۔ سردیوں میں میں ہمیشہ چند دستی دواخانے کا بنا ہوا حلوا کھا یا کرتا تھا۔ پر اس سال میں نے وہ بھی ذلیکا تم اپنی سیلیوں کی دعوت کر سکو۔ میں نے اتنی قربانیاں کیں پر تمہارا پریم..... وہ پریم جو مر کے دل کی غذا ہے ابھی تک مجھے نہیں ملا۔ پر ماتا کے لیے مجھے آج یہ بتا دو کہ تمہارا پریم کس قیمت پر خرید سکتا ہوں۔ (باہر سے آواز آتی ہے۔ ایک آنے میں۔ ایک آنے میں!)

کشور۔ یہ کون پرلاہ

لاجوتی۔ یہ کس نے کہا؟

(باہر سے پھر آواز آتی ہے۔ آج کا کنزہ اخبار! ایک آنے میں۔ ایک آنے میں)

کشور۔ ہنستا ہے)

لاجوتی :- (منہجی ہے)

کشور :- میں حیران ہو گیا تھا کہ ایک آنے میں تمہارا پریم کیسے مل سکتا ہے۔

لاجوتی :- مل سکتا ہے۔ لاؤ ایک آنہ۔

کشور :- کیا کر دگی؟

لاجوتی :- اخبار خریدوں گی۔ فدا گرم گرم خبریں پڑھیں۔ جلدی نکالو ایک آنہ کہیں وہ چلا نہ جائے۔

کشور :- یہ لو.....

لاجوتی :- ارے اچھو کرے۔ ذرا ٹھیر لو۔ ذرا ٹھیر لو۔

(دروازہ کھٹنے کی آواز)

کشور :- (اپنے آپ سے) ایک آنے میں ایک آنے میں مگر کیا؟ آج

لاتانہ اخبار۔ گرما گرم خبروں سے بھرا ہوا میری لاجوتی کیا کم گرم ہے لیکن آج کی تازہ لاجوتی قدر سے ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے۔

(دروازے کی آواز۔ ساتھ ہی کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)

لاجوتی :- لے آئی ہوں، دھڑا دھڑک رہے تھے، معلوم ہوتا ہے بڑے ہنگامے کی باتیں لکھی ہیں۔ لو بڑھ کے سناؤ۔ پمڈرا ہو لے ہو لے چڑھا۔

کشور :- لاؤ دیکھتے ہیں کیا لکھا ہے؟ (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)

لاجوتی :- اب دیکھنا کیا شروع کر دے پڑھتے چلے جاؤ سارا اخبار خبروں ہی

سے تر بھرا ہے ... تو بہ اتنا بھی گمان نہ ہونا چاہتے اپنی لیاقت پر ... میری عینک کی کمانی ٹھیک نہیں ہے، ورنہ میں خود ہی پڑھ لیتی ... اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ یہ

میری جینک کی کہانی کب ٹھیک کرادو گے، پرانا جھوٹ تو ہوائے تو ہوا ایک بار تم سے کہہ چکی ہوں کہ اسے جاؤ مرمت کے لیے، پر ہزار بار تم اسے یہیں چھوڑ گئے.... دیکھا آپ ہی آپ کیا منے سے لے کر چڑھ رہے ہو... خدا منے سے بولتے جاؤ تو تمہارا کچھ گھس تو نہیں جائے گا۔

کشور :- کیا کیا؟

لاجوتی :- گویا میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔ تمہارا ادھیان تو اس اخبار میں پڑا ہے، منو گے کیا خاک۔ میں نے یہ اخبار تمہارے لیے نہیں خریدا، پڑھو اور مجھے سناؤ۔
کشور :- تمہارے مطلب کی کوئی خبر تو ڈھونڈ لوں۔

لاجوتی :- نہیں، نہیں، ڈھونڈنے دو ٹڈے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم کوئی سی خبر چڑھ کر سنا شروع کر دو، سبھی میرے مطلب کی ہیں۔ میں تمہاری سب چالاکیاں جانتی ہوں۔ سارا اخبار ڈھونڈنے دو ڈھونڈتے پڑھ لو گے اور آخر میں یہ چھوڑے ہوئے کاغذ میرے سردار کرکلب چلے جاؤ گے۔ چلو پڑھو...
کشور :- لو، سنو.... "میاں نے بیوی کی ناک کاٹ دی؟"

لاجوتی :- کیا؟

کشور :- بیچ میں بولو نہیں، سننی چلی جاؤ۔ قصورہ دار ہوں.... ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ دن دہاڑے ایک شخص سستی کنڈا سنگھ نے اپنی بیوی کی ناک کنڈا سترے سے کاٹ دی۔ اس ظالمانہ فعل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس کی بیوی اننت کو بڑی جگہ دارو قسم کی عورت تھی۔ وہ ہر وقت کنڈا سنگھ سے لڑتی رہتی جس سے وہ عاجز آ گیا تھا۔ ایک دن اس نے دو روز کے جھگڑے سے تنگ آ کر اس کی ناک

استرے سے کاٹ دی.....

لاہوتی بھوٹ — بالکل بھوٹ !

کشور — اخبار تمہارے سامنے ہے..... یہ رہی سُرخ — تم عینک کے بغیر بھی پڑھ سکتی ہو۔ میاں نے بیوی کی ناک کاٹ دی..... اور یہاں سے خبر شروع ہوتی ہے۔ قصور، گیارہ جون.....

لاہوتی بد کوئی اور خبر پڑھو۔

کشور — کیوں یہ پسند نہیں آئی ؟

لاہوتی بد نہیں..... یہ بات نہیں..... یہ تو پڑھ چکے۔ اب کوئی اور پڑھو! اب بار بار یہی پڑھ کر سنانے کا خیال ہے..... جنگلی آدمیوں کو لٹنے مرنے کے سوا اور کام ہی کیا ہوتا ہے۔ پر تم میری طرف ایسی گہری نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

کشور — نہیں تو..... میں یہ سوچ رہا تھا کہ بیچا کھے گندا انگٹھو نے بڑی بھوری کی حالت میں اپنی پیاری بیوی کی ناک کاٹی ہوگی..... اس کو بعد میں کتنا دکھ ہوا ہوگا۔

لاہوتی بد پیاری بیوی اور اس کا پیلا خصم — بھاڑ میں جاتیں دونوں — پر تم میری ناک کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔

کشور — کتنی خوبصورت ناک ہے — اس پر یہ تمہارا سائل کتنا بھلا معلوم ہوتا ہے! (کھاٹنے کی آواز آتی ہے..... نرائن کی آمد)

کشور — نرائن.....

نرائن — ہاں بھئی نرائن ہی ہے، پر تمہیں کیا ہو گیا ہے جو ہر وقت اپنی بیوی کی تعریف

کرتے رہتے ہو۔ بڑی اچھی ہیں، لاکھوں میں ایک ہیں..... نمسکار بھائی جان۔
 لاجوتی ہر نمسکار.....

نمائندہ آپ اکتاتی نہیں ہیں ان کے منہ سے ہر روز اپنی تعریف سنتے سنتے؟
 لاجوتی ہر تعریف کا سچے کی؟..... وہ تو.....

نمائندہ ابھی چھوڑیے، میں سب جانتا ہوں، یہ عورتوں کی کمزوری ہے۔ وہ اپنی
 تعریف سے بہت خوش ہوتی ہیں..... ہم مردوں میں بے شمار کمزوریاں
 ہیں۔ مثال کے طور پر..... یہ کیا؟ آج میز پر اتنے اخبار کہاں سے آگئے؟
 کشور۔ ایک تھامری بھائی نے خریدا ہے، دو میں لایا تھا۔

نمائندہ کیا کہتے ہیں یہ؟ — باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ (اخبار پکڑنے اور کھولنے کی آواز)
 پورے آسمان پر جگ کے سیاہ بادل — لیگ آف نیشن میدانِ عمل میں
 (ہنستا ہے).... یہ لیگ آف نیشن کیا بلا ہے، میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔
 کشور۔ تم لیگ آف نیشن کو نہیں جانتے تو اخبار کو ہاتھ میں لیا ہی کیوں تھا؟

لاجوتی۔ جیسے دنیا بھر کی چیزیں یہی جانتے ہیں..... ساری حکمتیں صرف ان کے ہی دماغ
 میں جمع ہیں — بھلا بتائیے تو لیگ آف نیشن کسے کہتے ہیں.....

کشور۔ لیگ آف نیشن کو..... یعنی..... قوموں کی جمعیت کو..... سمجھتی ہو جمعیت کسے
 کہتے ہیں..... سنگٹھن کو..... پرے تو اس سے بھی مشکل ہے..... ٹھیکروٹھے کوئی
 سہل سا فلفل سوچنے دو..... لیگ آف نیشن..... دیکھو..... یہ ایک ایسی پچاسیت
 ہے جس میں ہر ملک کے آدمی شامل ہوتے ہیں۔ اگر کہیں جنگزدافساد ہو جائے
 تو یہ ایک جگہ جمع ہو کر اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔

لاجوتی :- اور اگر ان کا آپس ہی میں جھگڑا ہو جائے تو؟
 کشور :- تمہیں ہر جگہ جھگڑا ہی جھگڑا نظر آتا ہے۔ گڈا سنگھ اور نانت کو کاغذہ صول گئی ہو
 نرائن :- اسے لیگ آف نیشنز میں یہ گڈا سنگھ اور نانت کو کہاں سے آگئے۔ کیا یہ
 لیگ میں ہندوستان کے نمائندے ہیں؟

کشور :- نہیں، تمہاری تو ہر بات ایسی ہوتی ہے۔

نرائن :- دیکھتے جہانی جان، یہ آپ کے بارے میں کیا کر رہے ہیں۔

کشور :- پر باتما کے لیے جھوٹ نہ بولو نرائن۔ وہ سمجھیں گی میں نے یہ ان کی بابت
 ہی کہا ہے، اچھی طرح واقف ہر ان کی طبیعت سے پھر خواستہ ایسی چھڑی غلطی

سے فائدہ؟

نرائن :- ہوں... ٹھیک ہے، ٹھیک ہے (دوق لٹھلی آواز)..... یہ خبر ٹرٹی
 تم نے... .. Government کے متعلق ایک بہت بھاری کانفرنس

ہو رہی ہے....

لاجوتی :- Government کیا ہر نرائن صاحب۔ لیگ آف نیشنز کی قسم کی
 معلوم ہوتی ہے۔

نرائن :- جی ہاں۔ کشور سے پوچھئے، وہ آپ کو اچھی طرح سمجھا دے گا۔ کشور، بناؤ
 بھئی انہیں، یہ Government کانفرنس کیا ہوتی ہے۔

لاجوتی :- آپ کیوں نہیں جانتے؟

نرائن :- کشور اچھی طرح سمجھا سکے گا۔ اس لیے کہ وہ کئی بار آپ کے مقابلے میں تنہا پینے لگے
 لاجوتی :- کیا آپ نے؟

کشور۔ کچھ بھی نہیں، نرائن نے کچھ نہیں کہا۔ وہ دوسرے ہتھیاروں کی بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ہاں بھئی کیا پوچھتے ہو۔

نرائن :- یہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ کانفرنس کیا ہوتی ہے۔

کشور :- *ce moment* کے معنی ہیں بندوقوں، توپوں اور اس چیز کو جو جنگ میں ہتھیار کے طور پر کام آسکے علیحدہ کر دینا۔۔۔۔۔ یہ کانفرنس جس کا ذکر تم نے ابھی ابھی اخبار میں پڑھا ہے، جنگ و جدال کم کرنے کے لیے منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ ہر ملک کو کتنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہئیں۔ اس سے ایک دوسرے کو خطرہ نہ رہے گا۔

نرائن :- وہ کیسے؟۔۔۔۔۔ فرض کر لیا جائے کہ ہم یعنی میں، بھابی اور تم، تین ملک ہیں، الگ الگ لیکن ہماری سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اب بھابی جان کے پاس لوہے کا ایک کروڑیا ہے اور تمہیں ڈر ہے کہ کسی روز منے کا باب بنتے بنتے اگر یہ بگڑ گئیں تو کروڑیا تمہارے پیٹ میں بھونک دیں گی، اس کا فیصلہ کیا ہو گا؟

کشور :- تحدید اسلحہ یعنی ہتھیار روک کانفرنس بیٹھے گی اور اس پر سوچ بچار کیا جائے گا۔ فیصلہ میرے خیال میں یہی ہو گا کہ مجھے بازار سے ایک چھڑی خرید لینے کی اجازت مل جائے گی تاکہ میں اسے روک کے طور پر استعمال کر سکوں۔ اس میں آپ لوگوں کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

لاجزئی :- اعتراض کیوں نہیں ہو گا۔ تم چھڑی خرید لو اور میرے پاس گولہ ایک کروڑیا رہے۔ تم جب چاہو مجھے اس چھڑی سے گومن ڈالو اور میں یہ اکیلا کروڑیا لیے تمہارا منہ دیکھتی رہوں بیٹتی جاؤں۔ نہ بابا۔ میں بھی یہ کانفرنس سناؤں گی۔ اور اس

میں اس بات کا فیصلہ کراؤں گی کہ مجھے اپنی حفاظت کے لیے وہ چاقو جس سے تھکریا
 بنائی جاتی ہیں اٹھا کر اپنے پاس رکھ لینا چاہئے تاکہ یہ اپنی چھڑی کا استعمال نہ کر سکیں۔
 دوائی کو بند کرنے کے لیے آپ سب میرا ساتھ دیں گے کیا غلط کر رہی ہوں؟
 نرائن: نہیں، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ گویا خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ اگر میرے ہاتھ
 ہوئے آپ دونوں کا جھگڑا ہو گیا کر دھیا چھڑی اور زکاریاں کاٹنے والے چاقو کا
 استعمال شروع ہو گیا تو میں اپنی جان کیسے بچاؤں گا۔۔۔ کیا پتہ ہے کہ میں دشمنی ہو
 جائوں سو میں فوراً ہی آپ لوگوں سے درخواست کروں گا کہ ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں
 سمجھوتہ کر لیا جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہو گا کہ میں بھی اپنے بچاؤ کے لیے ایک معمولی سی چیز
 ... مثل کے طور پر وہ شکاری چاقو جو میں نے تھوڑے ہی روز ہوئے میرے
 منگوا یا ہے جیب میں رکھ لیا کروں۔۔۔۔۔ اس سے یہ ہو گا کہ میں ایک دوسرے
 سے کسی قسم کا خطرہ نہیں رہے گا۔

کشیدہ شکاری چاقو۔۔۔ باب سے:۔۔۔ نہیں، نہیں نرائن یہ نہیں چلے گا کیا پتہ ہے
 کہ ہنسی ہنسی میں تمہارا یہ شکاری چاقو میری شکار کر دے۔۔۔۔۔ مجھے اپنی حفاظت
 کے لیے ایک چھوٹا پستول خریدنا ہی چاہیے کہ خواہ ایک ہینڈ کی سائی تخواہ اسی
 میں خرید لی جائے، یہ پستول دھن دھن دھن، پر تمہیں اپنا شکاری چاقو نکالتے وقت
 اس کا ڈر تو رہے گا۔

لاہوتی، پستول:۔۔۔ یعنی آپ جب چاہیں مجھے گولی کا نشانہ بنادیں۔ نہ بابا۔۔۔۔۔
 یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس چھڑی ہے اور اوپر سے یہ گولیوں والا پستول۔۔۔
 جو منی مجھے پتہ چلے گا کہ آپ پستول لے آئے ہیں، میں بھی اپنی حفاظت کے لیے

آؤ چوری کریں

نکشوں۔ (ایکایکی اپنی بیوی سے) آؤ چوری کریں
لابخوتی! کیا کہا؟

کشور! یہ کہا آؤ چوری کریں۔

لابخوتی! میں بھی۔ اب آپ چوری اور سینہ زوری پراؤ آؤ گے ہیں۔ یعنی بچے
بتا کر میری چیزیں اٹانا چاہتے ہیں۔ ہے نا یہی بات؟

کشور! بھئی کیا سمجھی ہو۔ داد دیتا ہوں تمہاری سوتیلو بھئی۔ میں فقور چوری
کرنے کو کہہ رہا تھا، سینہ زوری نہیں۔ یہ سینہ زوری کا فائدہ تم نے نہ پایا ہے کیا ہے

لابخوتی! آؤ چوری کر لیں مطلب یہ ہوا کہ آپ خود بھی چوری کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بھی
چوری کروانا چاہتے ہیں تو اب خود چوری کریں، غیر مجبور سے اسے، آپ یہ بتاتے

کس کی چوری کرتا چاہتے ہیں آپ؟

کشور: آہستہ بولو۔۔۔ دیوار ہم گونش دار چوری چپ چپاتے کی جاتی ہے۔ میں
 ڈھنڈو نہیں مٹا جاتا۔ ہوسے ہوسے بات کرو۔ کوئی سُن دیکھ تو بڑی بدنامی ہوگی۔
 لا جوئی: ہر گز، پتلے آپ لاکرن ساٹا ہے جو بدنامی کا ڈر ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ
 آپ چور ہیں۔ اسکول کی بھی آپ کی چوریاں مشہور ہیں۔ کسی کی کتاب، کسی کی فیل
 کسی کا قلم وغیرہ وغیرہ آپ دن دہاڑے اٹالیا کرتے تھے۔
 کشور: یہ تم سے کس نے کہا۔

لا جوئی: آپ نے اور کس نے؟۔۔۔ قرائن صاحبک باتیں کرتے ہوئے اس روز
 کیا آپ نے قبول نہیں تھا کہ دس کتابیں چور کیا آپ نے بیچ ڈالی تھیں سکرپٹم
 کانفرنس میں آپ نے ایسا جھٹم کیا کہ ڈاکٹر تک ندی۔

کشور: کتابوں وغیرہ کی چوری، چوری نہیں ہوتی۔ اور یہ ہے ہی تو اس زمانہ کی بات
 جب عمر بہت چھٹی تھی۔

لا جوئی: اور اس عمر میں جب کہ آپ ایک بچے کے باپ ہیں کیا آپ نے چوریاں نہیں
 کشور: مثلاً۔

لا جوئی: وہاں بھی مل کی بات ہے کہ بارسی ساڑھی کی زری فروغ کر جو میں نے الماری میں بھی
 تھی آپ بیچ کر کھائے۔ میرے لیے دوا کے طور پر ڈاکٹر نے جو برائڈری دی تھی
 آپ چپا کے چپ سکے پی گئے اور بوتل میں پانی بھر دیا۔ دس روپے کا نوٹ
 جرم میں اپنے ٹرنک میں رکھ کر بھول گئی تھی۔ اپنے اٹالیا اور اس پر تم کہ ایک ٹپے
 کے رس گلے لاکر میرے مہر کے اوپر لٹا احسان کیا۔ بجلی کبل کے روپے آپ

ہزاروں مرتبہ کھائے اور مجھے دو دو چھینے قابل اکٹھا دینا پڑا۔ ایک روز آپ نے ہانچ روپے کسی احمدیہ لائیں خیرات دینے کے لیے مجھ سے لیے اور اس کی ایک ایک پانی آپ ہضم کر گئے۔ پرسوں نعمت خانے سے گھر کا حلوہ اپنے نرل جلیں کر لیا اور پیچھے سے ذرا پیسہ لایا۔ — بھئی چودہ ہو پر پچھے چودہ ہو۔

کشور۔ بالکل جھوٹ — میں نے گھبر کے حلوے کو ہاتھ تک نہیں لگا یا۔ تم سے گھر کے مودی خانے میں مرنے مرنے منڈے منڈے پورے سینہ حمار سے پھرتے ہیں۔ وہی تھا حلوہ کھا گئے ہوں گے۔

لاجپوتی۔ میں ثبوت کے بغیر کوئی بات نہیں کہا کرتی۔ آپ کا وہ رومال ابھی بکھٹیلے کپڑوں میں پڑا ہے۔ جس سے آپ نے حلوہ کھا کر اپنے ہاتھ پر پچھے تھے۔

کشور۔ خیر — لیکن تم یہ بتاؤ کہ اب چاہتی کیا ہو۔

لاجپوتی۔ اور کچھ نہیں، فقط یہ کہ چوری کرے تو پکی چوری اور یہ کہ حلوہ خوردن لائے باور۔

کشور۔ تو خاموش رہو۔

لاجپوتی۔ بہت اچھا۔

(چند لمحات کے لیے خاموشی طاری رہتی ہے)

کشور۔ ”کیا سائیں ماہر کے مدد دل“ ٹھٹھا ہے — پھر دفعہ جیسے کھڑا دایا ہے کہتا ہے، لاجپوتی۔

لاجپوتی۔ کہو، کیا کہتے ہو۔

کشور۔ کہتا ہوں یہ کہ آؤ ایک بڑی مزیدار چوری کریں۔

لاجپوتی۔ ماسے کچھ کھو گے بھی یا آؤ چوری کریں گی غمی لائے باؤ گے۔

کشور۔ منہ، ایک پارسل فرائض کا میرے مکان کے پتے سے آیا ہے، یعنی اس نے میرے گھر کے پتے سے منگوا لیا ہے۔ اسے کھولیں اور صاف ڈرپ کر جائیں۔

لاجوتی :- بھئی ڈر لگتا ہے۔ نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو۔ بعد میں بیکار فضا ہوا۔ میں دنگوری ایسی چوری کی شرکت سے۔

کشور :- تم بھی عجیب بے وقوف ہو۔ فضا کیا ہو گا۔ آخر میں فرائض کو اُتو بنائیں گے اور بات کو ہنسی ہنسی میں اڑا دیں گے۔ وہ اپنا بے تعلقت دوست ہے اور پھر کوئی ایسی چوری تھوڑی ہی ہے کہ تھانہ تھنول ہو۔ لاجوتی تم بڑی ڈرپ کر ہو۔ میری بیوی اور ایسی کچھ دل کی۔

لاجوتی :- بھئی جو کچھ ہو ایک قریب چوری چکاری سے میرا دل دھٹا ہے اور وہ بھی اپنے ہم حشموں کی۔ آخر میں نظر ملانی مشکل ہوتی ہے۔ آپ تو ہونے دیدہ دلیر، آپ کی آنکھوں کا تو بانی مر گیا ہے۔ نہ بابا محمد سے یہ کام نہ ہو گا۔

کشور :- ارے ان تختائوں پر اسل ہے، کوئی میرا دوسرا سیر سونے چاندی کا پارسل تھوڑی بچی لاجوتی :- اچھا منہ اگر کوئی زیادہ قیمت کی چیز ہوتی تو بھئی میں ہاتھ تک نہ لگاؤں گی۔

کشور :- لو کھولو۔

لاجوتی :- تم کیوں نہیں کھولتے۔

کشور :- اب کھول بھی دو۔ لو یہ چاقو۔ جبراجھراس کا کپڑا کاٹ دو۔ ابھی معلوم ہو جائیگا۔ اس میں کیا ہے۔

لاجوتی :- بھئی ڈر لگتا ہے۔ اچھا یہ لو۔۔۔ (کپڑا کاٹتے اور پارسل کھولنے کی آواز) کاغذ ہی کاغذ ہیں۔ ایک بوتل ہے اور یہ لٹافہ۔

کشور کی سچی یہ توخافری تھی..... فراویا اور عمر..... (خانگی گھر کھڑا ہوا)..... خط ہے..... سوامی
 رام پرکاش جی ہر دور ادا لے گا..... لاہورتی، سوامی، رام پرکاش..... ادا اس میں کیا لکھا ہے؟
 کشور، ٹھیکر، پڑھ کے سنا تا ہوں (تھوڑا وقفہ زراعت کے کسی دوست کا خط ہے۔
 اور..... ادا اس بوقت میں سر کا گلی دور کرنے کے لیے تیل ہے۔

لاہورتی، جھوٹ، بالکل جھوٹ، لاڈلے، خطبے دو میں خود پڑھتی ہوں۔
 کشور، کہہ کر دیا کوئی خاص بات نہیں۔

لاہورتی، خط پر جھپٹنے کی آواز، بس بس، اب پھینے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ مجھے پڑھ لینے
 دیجئے، کوئی خاص بات تو ہے نہیں، پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔
 (خط کھولنے کی آواز۔ پڑھتی ہے) ڈیر مسٹر زرائے۔ آپ کا خط مجھے مل گیا تھا
 اور روپے بھی، مجھے افسوس ہے کہ آپ کی مطلوبہ شے میں فوراً ہی بیچ سکا
 اس لیے کہ نوچندی کی اتوار میں کچھ دن باقی تھے..... اب میں ایک مہینہ منتظر
 آپ کو بھیج رہا ہوں..... ہوں، منتظر..... اچھا.....

کشور، لاہورتی، تمہیں کسی کا پرائیویٹ خط پڑھنے کا کیا حق حاصل ہے؟
 لاہورتی، چپ رہو جی..... مجھے پڑھنے دو..... لکھا ہے..... یہ منتظر ادا اس کی بات کو
 ایک سو آٹھ مرتبہ پڑھ کر جس کو اپنا گرویدہ اور تابعدار بنانا چاہتا تھا جاسٹے، باوا
 جی کا چہنگار آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کو سنبھال کر اپنے پاس رکھیے، بڑی
 نایاب چیز ہے اور بوتل میں جبریل ہے۔ یہ بالوں میں ہر روز لگانے کے لیے
 ہے۔ اس سے تمام مڑاویں پوری ہو جائیں گی۔ منتظر یہ ہے.....
 کشور، لو اب خط دے دو، اب کچھ تو پڑھ لیا۔

کشور۔ لو اب خط سے دو، سب کچھ تو فرج دیا۔

لاہوتی۔ ابھی چار سطریں باقی ہیں۔۔۔۔۔ منتر یہ ہے۔۔۔۔۔ اونگ لدا کشمیری معدیش
اتقاد سے بھر ننگ برا سوا ہا۔۔۔۔۔ اور آپ نے جو کسی کشور صاحب کے لیے منتر مانگا
ہے، وہ دس پندرہ ہفتہ کے بعد آپ کو مل جائے گا۔۔۔۔۔

کشور۔ لاہوتی، اب مذاق حد سے بڑھ گیا ہے، لاؤ خط میرے حوالے کرو۔۔۔۔۔
یہ منتر دینتر سب بکواس ہے۔ پارسل میں نے خود تمہیں اور نرائن کو بنانے کے
لیے پوسٹ کیا تھا۔

لاہوتی۔ کہاں سے؟۔۔۔۔۔ کپڑے پر تو ہر دلی کی لگی ہوئی ہے اور آپ پارسل پوسٹ
کونے دہلی شاید خواب میں گئے ہوں گے، کیوں؟ اچی میں کچی گولیاں نہیں کھلی
ہوں۔ اب تو آپ اور نرائن صاحب کی چوری پکڑی گئی۔۔۔۔۔ بھئی کیا لطیفہ پڑا
ہے۔ یعنی آپ نے خود اپنے ہاتھوں اپنا بھانڈا پھوڑ دیا۔

کشور۔ دیکھو لاج، میں سچ کہتا ہوں۔ بیچنے والے کو ضرور غلط فہمی ہوتی ہے، نرائن کو
بھلا ایسے منتر مل کی کیا ضرورت ہے، کچھ بھی ہو لیکن میرے متعلق۔۔۔۔۔
لاہوتی۔ آپ کے متعلق کیا؟

کشور۔ یہ جو لکھا گیا ہے کہ میں نے منتر مانگا ہے، بالکل جھوٹ ہے، اس کا اول جھوٹ
اس کا آخر جھوٹ! سر سے پر تک جھوٹ ہی جھوٹ۔

(گھنٹی بجتی ہے)

کشور۔ نرائن آیا ہے۔۔۔۔۔ دیکھو لاج پر ہاتھ کے لیے یہ ساری باتیں اپنے دل تک
ہی رکھنا۔۔۔۔۔ تم نہیں جانتی ہو کہ یہ معاملہ کتنا سنگین ہے!۔۔۔۔۔ لاؤ ادھر خط بھجود۔

لاجوتی و خطیں ابھی نہیں دہن گی۔ پتا تا وعدہ کرتی ہوں کہ نرائی صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کروں گی۔

کشور و قسم کھاؤ۔

لاجوتی بہ لواب اتنی سی بات پر مجھے قسمیں کھلونے لگے۔ کہ جو دیا نہیں کہوں گی۔ اگر نرائی صاحب سے میں نے اس خط کا ذکر کیا تو جو چرکی مسز میری — لواب تو اعتبار لگیا۔
کشور و پر تو یہ خط واپس کیوں نہیں دے دیجیں، میں... میں... آئیے مسز نرائی...
نہسکار... نہسکار... تشریف رکھئے... میں... میں کیا کہ رہا تھا لاجوتی۔

لاجوتی کہ مسز نرائی جبری روشن خیال خاتون ہیں جو جادو ٹولے مسز چتر کو بالکل فضول سمجھتی ہیں۔

مسز نرائی کہ کشور صاحب، یہ آپ سے کس نے کہا، میرا تو ان چیزوں پر بڑا اطمینان ہے کیوں بہن لاجوتی؟

کشور۔ میں نے کس سے سنا تھا؟... ہاں... میں... نرائی... نہیں... لاجوتی
کس نے کہا تھا کہ انھیں ایسی چیزوں سے کوئی دل چسپی نہیں؟

مسز نرائی: آپ کی طبیعت آج خراب معلوم ہوتی ہے؟
کشور۔ مسیری؟... نہیں تو... مگر... مگر... شاید آپ نے لاجوتی سے پوچھا ہے
اس کی طبیعت واقعی کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں۔

لاجوتی بہ میری؟... کیوں میری طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ
میری طبیعت خراب ہے۔

کشور۔ (چرنگ کس کیا کہا؟... بی ہاں، میری طبیعت اس وقت کچھ خراب ہے۔

لاجوتی :- تو آپ

کشور :- (جلدی سے) لیکن اتنی خراب نہیں کہ میں آپ لوگوں کے پاس بیٹھ سکوں، بلکہ یہاں آپس میں باتیں کرنے سے طبیعت فوراً ٹھیک ہو جائے گی۔

لاجوتی :- بڑے شوق سے بیٹھیے، پر آپ کو ٹونے ٹونکے، منتر جنتری کی باتوں میں حصہ لینا پڑے گا۔
کشور :- ٹونے ٹونکے، منتر جنتری۔

(نرائن کھانا سنا ہوا آتا ہے)

نرائن :- جتنی ہماری بھلی نے کیا دماغ پایا ہے۔ میں جب بھی آیا انہیں کسی نہ کسی دلچسپ موضوع پر بات کرتے پایا۔۔۔۔۔ آج ٹونے منتروں کی بحث شروع ہے۔۔۔۔۔ اوہو۔۔۔۔۔ ہماری "یر" بھی تشریف رکھتی ہیں۔۔۔۔۔ کیجئے بھائی جان آپ کے بلانے پر آئیں۔
کہ خود بخود تخلیق گوارا کی۔۔۔۔۔ اچھے تم کیوں گم ٹم بیٹھے ہو کشور۔۔۔۔۔ طبیعت خراب ہے کیا؟

لاجوتی :- جی ہاں اور میں نے ان سے ابھی ابھی کہا تھا کہ جاسیئے دوسرے کمرے میں آرام سے سو جائیئے۔۔۔۔۔

نرائن :- تو یہ جانتا کیوں نہیں؟

کشور :- ارے جتنی معمولی سا درد ہے، ابھی باتوں باتوں میں چلا جائے گا۔

لاجوتی :- سر درد کے لیے بھی تو کوئی منتر یا ٹونہ وغیرہ ہوتا ہوگا۔ کیوں بہن ساوٹری؟

منتر نرائن :- ااکھوں۔۔۔۔۔ ایک سے ایک اچھے

نرائن :- (کشور سے) یہ سناؤ تھا اے سر میں درد کیسے شروع ہو گیا قبض کی شکایت تو نہیں ہے؟
کشور :- اور تو کچھ نہیں پر ابھی ابھی تھا اے کف سے چند منٹ پہلے میسے دماغ کو قبض ہو

نرائن :- پریشان؟..... (کسیانی بنسی ہنسا ہے) یہ پریشانی کی بھی ایک ہی کہی..... یعنی
 زبردستی مجھے پریشان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے..... مٹا کشور تم نے؟
 کشور :- جی ججہ کچر معلوم نہیں۔ تم جا تو اور یہ جانیں..... مجھے ٹونے لوگوں سے
 کوئی دل چسپی نہیں۔

نرائن :- اس کا یہ مطلب ہوا کہ مجھے ہے..... جیٹی اپنے سر کی بلاتانے کے لیے یہ اچھا گر
 گھر لیا ہے تم نے؟

ک کشور :- اپنے سر کی بلا؟..... گویا میرے سر پر کوئی بلا ہے..... سو وہ تم ایسی بلا بھیجے
 ہو، لا جوتی کو ابھی طرح معلوم ہے کہ..... (دینی آواز میں) اسے یہ دونوں
 آپس میں کیا کھسکھس کر رہی ہیں۔

لا جوتی :- مسٹر نرائن سے..... ہونے ہونے، تاہن مجھے کچر معلوم نہیں.....

مسٹر نرائن :- دینی آواز میں، ایک پارسل آئے گا.....

لا جوتی :- (اپنی آواز میں) پارسل؟

ک کشور :- پارسل؟

نرائن :- کونسا پارسل؟

مسٹر نرائن :- پارسل؟..... یہی تو میں پرچھتی ہوں، کون سا پارسل..... کیا آپ کا پارسل آ رہا ہے
 کوئی؟

نرائن :- نہیں تو..... میرا پارسل اس پتے سے کیوں آئے گا؟..... کیوں بھائی جان

اس سے پہلے میرا کوئی پارسل اس پتے سے آیا ہے؟.....

لا جوتی :- اس سے پہلے کوئی نہیں آیا۔ اس کی گواہی میں دے سکتی ہوں۔

نوائن۔ وہ لوہا بے قرعین آگیا۔۔۔ (ایک ایک چرنگ کس اس سے چٹے؟..... اس سے
 آپ کا کیا مطلب؟..... یعنی میرا کوئی پارسل آج کل میں اس تپے سے اچکا ہے؟
 لاہوتی۔ آپ اپنے دوست سے پوچھ لیں، پارسل وغیرہ وہی وصول کرتے ہیں؟
 مسزنرائن (گجرا کر) کیا کہا؟..... پارسل وغیرہ کیا یہی وصول کرتے ہیں؟
 لاہوتی۔ آج انھوں نے وصول کیا تھا۔

نوائن۔ کس کے نام کا تھا؟
 مسزنرائن۔ کس کا تھا؟ — میرا تو ہر نہیں سکتا۔
 لاہوتی۔ اور کیا میرا ہو سکتا ہے؟
 کشور۔ یہ تم سے کس نے کہا۔

لاہوتی۔ پھر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ پارسل کس کے نام کا تھا؟
 کشور۔ کھولا تمہیں منہ ہے، مجھے کیا معلوم؟
 لاہوتی۔ کھولا میں نے ہے اور رکھلائے ہو کھلائے ہائیں آپ کر رہے ہیں۔
 نوائن۔ (گجرا کر) ہا..... پارسل کھول بھی لیا..... یہ دیکھو..... یہ دیکھو بغیر کھول
 لیا کہ وہ کس کے نام تھا۔

مسزنرائن: حد ہو گئی ہے۔ ایک گھنٹہ ہونے کو آیا ہے، سب پارسل پارسل
 پکار رہے ہیں، رے کوئی نہیں بتاتا پارسل کس کا تھا.....

لاہوتی۔ میں کچھ نہیں بانہی بابا۔ بس میری خطا صرف یہ ہے کہ میں نے ان کے کھلے
 پر پارسل کو بچا تو سے کھولا اور جو کچھ اس میں سے نکلا۔ ان کے حوالے کر دیا.....
 اور میں نے ان سے کہا تھا کہ بھی ڈر لگتا ہے، نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو، بعد میں میکار کا

فطیحتا ہو، پران پر تو چوری کرنے کا بھوت سوار تھا۔

نرائن :- (گھبراتے ہوئے لہجے میں) لو بھئی میں جھلا..... عجے ایک ضروری کام ہے۔
 کشور :- تم ہرگز نہیں جا سکتے..... یہاں بیٹھ کر تمہیں میری پوزیشن صاف کرنا ہوگی
 بھئی واہ یہ بھی خوب طریقہ ہے کہ لوں چپکے سے کھسک گئے اور دوسرے کو
 آگ میں جھونک دیا۔ ٹیس میں جنگی ڈال بی جا لو الگ کھڑی۔

مسٹر نرائن :- میرے سر میں تو درد شروع ہو گیا ہے..... میں جاتی ہوں لاہور جاتی ہیں۔
 لاہور جاتی :- فدا تھوڑی دیر تو بیٹھو..... اپنے پی کی پوری کارستانی تو معلوم کرتی جاؤ.....
 لو یہ خط لے دو۔ (خانہ کی کھڑکھڑاہٹ) تمہارے سوامی نے تمہیں مطلع کرنے کے
 لیے ایک منتر منگایا ہے اور جادو کے تیل کی بوتل..... اب تم دن رات ان
 پر شری رہو گی۔ ان کی ڈنگی پر ناچا کرو گی۔

نرائن :- یہ بالکل جھوٹ ہے یعنی، یعنی..... بالکل جھوٹ..... جھلا..... جھلا میں کیوں
 ایسے منتر اور تیل منگائے لگا..... میری اداس کی آپس میں کیا بنتی نہیں جو
 ٹونے ٹوٹنے استعمال کروں..... ان کی ضرورت ہوگی تو کشور کو جس کی آئے
 دن آپ سے بچ رہتی ہے..... کیوں سادھری؟..... یعنی یعنی..... ہم تو آپس
 میں شیر و شکر ہو کے رہتے ہیں..... ہماری زندگی دوسروں کے لیے نمونہ ہے۔
 کشور :- تم خود ایک نمونہ ہو..... ابھی ساری حقیقت کھل جاتی ہے..... لاہور جاتی فرما
 دینا ان کے ہاتھ میں وہ خط..... پڑھ کر سادھری کو سنائیں جن کے
 ساتھ یہ شیر و شکر ہو کے رہتے ہیں اور اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے ایک
 نمونہ بناتے ہیں۔ اور وہ یوں کہ اپنے ایک دوست کو پھانسلے کے لیے اس

کے پتے سے ٹوٹے منتر منگاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہہ پا کرتے ہیں کہ اس کے لیے ہی ایک دو منتر مل گا آرڈر بھیج دیتے ہیں۔ بھئی واقعی بڑا اچھا فوٹو پیش کیا ہے تم نے اپنی دوستی کا وہ تو لاجبوتی فطنت ہے ورنہ آج تو وہ بچ چلتی کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ میاں کبھی بچا ابیدہ کر دیتی لاجبوتی۔

یہ لیجئے خط (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ) لواب منور سادتری۔۔۔ مسٹر نرائن۔ سن کے کیا کروں گی ان کی ساری قلمی تو کھل گئی ہے۔

نرائن۔ (ایکایکی بلند آواز میں) کون کہتا ہے یہ خط میرے نام ہے مسٹر نرائن۔ پھر کس کے نام ہے؟

نرائن، تمہارے (دور دیکھو) (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ) میری قلمی کھلتے کھلتے تمہاری قلمی کھل گئی رنگ ہلدی کے گا بے ایسا زرد پڑ گیا۔ یہ منتر تو

یہی تمہیں نے تو منگایا ہے پر اس کی ضرورت ہی کیا تھی میں تو پہلے ہی سے تمہارا علوم ہوں۔ پر معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تا بعد اور تمہارا مہر میں اس وقت ہوا

اس سے بھی زیادہ تم مجھے پتا تا بعد اور مہر پتا تا پتا ہتی ہو پر پتا تا تا سی عورتوں سے مجھے (دور دیکھو) ڈیر مسٹر نرائن اور یہ منتر

میری رہی سہی مردانگی دور کرنے کا منتر اور یہ تیل جس کو بالوں میں لگانے سے تمہاری سب مرادیں پوری ہو جائیں گی اب آپ نے کیسی منہ

میں گٹھائیاں بھر دیں۔ آپ کیوں چپ ہو گئیں بھابی جان اس میں کب کا بھی تو ذکر ہے آپ نے بھی تمہارے بچے کو اپنے پر لٹو بانے کے لیے منتر منگوا دیا ہے

اور شاید بھادر گا کوئی پتہ نہ ملے جس کو کھاتے ہی یہ ہمیشہ کے لیے اُتو رہ جائے

کشور، دیکھا۔۔۔ یہ ہماری چوری پکڑتی تھیں اور اشیائے ان کی چوری پکڑی گئی۔
 اسے کہتے ہیں مچائی کا بول بالا اور بھوٹے کا منہ کالا۔۔۔ تم یقین مانو، ان دونوں
 نے مل کر یہ سازش کی تھی اور تم بھی کتنے بیوقوف ہو کہ گھبراہٹ میں مسٹر کو
 مسٹر پوچھ گئے۔۔۔ تم سے یہ بھی نہ کہا گیا کہ مرڈ ٹونسے ٹولکوں اور منتروں جتنوں کو
 بالکل بے کار سمجھتے ہیں، وہ عورتیں ہی ہیں جو ایسی فضول چیزیں پر اعتقاد رکھتی ہیں۔

۔۔۔ منتر، ہوں۔۔۔ اور سوامی نام پر لکاش۔۔۔ اس کی ایسی تیسی:

نوکر۔۔۔ نرائن صاحب، آپ کے نام پارسل آیا ہے۔ باہر ڈاک پر کھڑا ہے۔ وصول کیجیے۔
 نرائن ہل بولکھلا کر پارسل۔۔۔ پارسل۔۔۔ کیسا پارسل۔

نوکر۔۔۔ کوئی سوامی نام پر لکاش ہیں جنہوں نے ہر دوا سے بھیجا ہے۔

نرائن ہر ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔۔ ضرور
 کوئی غلطی ہوئی ہے، کیوں کشور۔۔۔ میں سچ کہتا ہوں۔ ہر دوا کوئی غلطی ہوئی ہے۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ جھوٹ بولیں

لاجونتی :- (ایک ایک، بڑے اشتیاق سے) آؤ جھوٹ بولیں۔

کشور :- ارے — تمہیں بیٹھے بیٹھے یہ کیا سر جھی ؟

لاجونتی :- نہیں ، نہیں — آؤ جھوٹ بولیں۔

کشور :- پھر وہی — جھوٹ بولیں ؟ — کس سے جھوٹ بولیں ؟ — اور پھر.....

تم نے مجھے.....

لاجونتی :- بات کاٹ کی کوئی جھوٹا سمجھا ہے ، یہی کتنا چاہتے ہیں نا آپ ؟

کشور :- ہاں ، ہاں اور کیا ؟

لاجونتی :- تو اپنے الفاظ فوراً واپس لے لو۔

کشور :- وہ کیوں ؟ — میں نے جھوٹ تو تھوڑا ہی بولا ہے۔

لاجونتی :- بات کو بڑھاؤ نہیں ، میں اس وقت لیٹنے کے لئے سر میں نہیں ہوں۔

جو کہ رہی ہیں سیدے من سے مان لو۔۔۔ آؤ جھوٹ بولیں !

کشور : پر سوال ہے کہ ہم جھوٹ کیوں بولیں۔۔۔ میرا داغ پھر اسے جو بیٹھے بیٹھے
جھوٹ بولنا شروع کروں۔

لاجونتی : ایسا کرو کھڑے ہو جاؤ۔ میں بھول ہی گئی تھی۔ تم زیادہ ترکوٹ پہن کر کلب
جاتے ہی جھوٹ بولا کرتے ہو۔

کشور : لاجونتی۔۔۔ تمہیں آج کیا ہو گیا ہے ؟

لاجونتی : میں چاہتی ہوں ہم تم دونوں جھوٹ بولیں۔۔۔ آؤ کبھی کبھار میری بات بھی مان
لیا کرو۔

کشور : تم اکیلی بولو، مجھے کیوں ساتھ ملانی ہو۔

لاجونتی : میں بالکل انانٹری ہوں اور تم اس فن میں خوب طاق ہو۔ میں تمہاری شاگرد بننا
چاہتی ہوں۔

کشور : بڑی سنجیدگی کے ساتھ لاجونتی۔ میں تم سے ایک بات کہوں ؟

لاجونتی : وہ جو تک کہ کہو ؟

کشور : (نا امید ہو کر) کیا کہوں ، کیسے کہوں ؟

لاجونتی : یہ تم میں بڑی بری عادت ہے۔ بات کرتے کرتے بچ میں ٹرک کیوں جایا کرتے

ہو ؟

کشور : تو کہوں ؟

لاجونتی : ہاں ، ہاں کہو۔

کشور : (تھوڑے وقفے کے بعد) نہیں نہیں ، میں نہیں کہتا۔

لاجونتی :- دور دروغ کیسی بُری عادت ہے ؟

کشور :- تم سمجھو گی میں جھوٹ بول رہا ہوں !

لاجونتی :- تم منہ سے تو پھوٹو۔ میں تمہارے جھوٹ کو بھی سچ سمجھوں گی۔ صاحب کڈالو۔
کشور :- مجھے تم سے بہت پریم ہے ۔۔۔۔۔ !

لاجونتی :- اب لگے جو بچے گھارنے چلو بہت کیا تو مان بھی لیا پر وہ چڑیل ، وہ
موتی خرافہ جس کا نوٹو تم اپنی پاکٹ مہک میں چپکائے پھرتے ہو ؟

کشور :- (شپٹا تا ہے) چڑیل - خرافہ - پاکٹ مہک - کون سی پاکٹ مہک ؟
لاجونتی :- وہ وہی جو اس وقت سرکار کے کوٹ کی اندر والی جیب میں پڑی ہے اور جس کی
طرف ابھی ابھی آپ کا دایہنا ہاتھ ہے اختیار اٹھ گیا تھا۔

کشور :- دکھایا نا ہو کر پاکٹ بک ہاں پاکٹ بک میں سمجھا پاکٹ بک
کی بات کر رہی ہو :

لاجونتی :- میں پاکٹ بک ہی کی بات کر رہی تھی ، پر میں پھر اس کا ذکر جھپٹنا نہیں چاہتی
کشور :- لیکن لیکن مجھے تمہارے دل سے شبہ بھی تو دور کرنا ہے پاکٹ
بک میں جو نوٹو ہے نا وہ ایک

لاجونتی :- ایک ٹرس کا ہے ۔

کشور :- تمہارے نکل کر ایک ٹرس کا ہے۔۔۔۔۔

لاجونتی :- جس سے تمہارا کل انٹروڈکشن ہوا ہے۔ جس کے گھر میں کل تم دفتر سے اٹھ کر
چائے پینے بھی گئے تھے فرائن صاحب بھی تو آپ کے ساتھ تھے۔

فرائن :- بڑی ٹمر ہے میری ، بڑی ٹمر ہے میری ، ادھر آپ نے میز نام لیا اور ادھر میں

کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ میں ان کے ساتھ تھا بجائی جان، پر قصہ یہ ہے۔۔۔
قصہ یہ ہے کہ مس۔۔۔

لاجنتی۔۔۔ ارطادیلوری۔

کشور۔ (حیرت زدہ ہو کر، بے اختیارانہ) ارے؟

نرائن۔۔۔ شکریہ!۔۔۔ تو قصہ یہ ہے کہ مس ارطادیلوری کے یہاں میرا جانا ایسا ہی تھا۔۔۔
لاجنتی۔۔۔ جیسا ایک ایکٹرس کے شیدائی کا ہو سکتا ہے۔

نرائن۔۔۔ (بادل خزاں) یقیناً یقیناً۔۔۔ آپ فرما ہی سمجھ گئیں۔۔۔ دراصل سمجھانے کا بھی
سلیف ہونا چاہئے۔۔۔۔۔ کشور تم سمجھ گے میں اپنی تعریف کر رہا ہوں، پر یہ واقعہ
ہے کہ تمہیں بات کرنے کا بالکل۔۔۔ بالکل ڈھنگ نہیں آتا (کسیانی ہنسی ہنستا
ہے، میں نے چند لفظوں ہی میں سارا جھگڑا چکا دیا (ہنستا ہے) چند لفظوں ہی میں
۔۔۔۔۔ اور چٹکی بھاتے ہیں۔۔۔۔۔ (ہنستا ہے)

(پانچ چھریں تک مکمل خاموشی طاری رہتی ہے)

نرائن۔۔۔ (خاموشی کا ایکایک احساس کرتے ہوئے)۔۔۔۔۔ تو قصہ یہ ہے۔۔۔۔۔ ارے بجائی
کوئی بات تو کرو۔۔۔۔۔ چپ کیوں ہو گئے ہو؟۔۔۔۔۔ ارے بجائی جان آپ بھی گرم
ہو بیٹھیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ منہ میں گنگھنیاں بھری ہیں۔۔۔۔۔ کوئی بات کیجئے!
لاجنتی۔۔۔ (اچانک، آیتے جھوٹ بولیں۔

نرائن۔۔۔ (ہکا ہوا کہ جھوٹ۔۔۔۔۔ یعنی۔۔۔۔۔

کشور۔۔۔ یہ ڈرامہ گھنٹے سے مجھے اس بات پر عبور کر رہی ہیں اور پچھے جھاڑ کر میرے
پچھے پڑ گئی ہیں کہ میں جھوٹ بولوں۔۔۔۔۔ اب تم سے بھی ہی کہتی ہیں۔ معلوم ہوتا

ہے کہ ان کا.....

لاجونٹی بہ دماغ بہک گیا ہے..... کھدو کھدو، کھتے کیوں نہیں ہو۔
کشورہ اسے بھی تم کو تاحق بل کی کمال نکالتی ہو، خود ہی پھاڑتی ہو، خود ہی ٹوکتی ہو
نرائن بہ ٹھیرو، ٹھیرو، اب تم اپنا لکڑی شروع نہ کرو۔ مجھے ان سے پرہیز ہے۔ ہاں بھابی
جان ارشاد

لاجونٹی بہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آئیے جھوٹ بولیں۔
نرائن بہ بندہ حاضر ہے۔ پر شرط یہ ہے کہ آپ بھی میرا ساتھ دیں۔
لاجونٹی بہ شروع کیجئے۔ میں ساتھ دوں گی، لڑ میں لڑ ملائی جانوں گی۔
نرائن بہ لیجئے..... اس وقت چار بجے ہیں۔
لاجونٹی بہ یہ تو آپ سچ بول رہے ہیں۔
نرائن بہ جی ہاں، اب اس کے آگے جھوٹ ہی جھوٹ ہوگا۔

لاجونٹی بہ فرمائیے !

نرائن بہ اس وقت چار بجے ہیں۔ میرے اور کشورہ کے درمیان ابھی یہ باتیں شروع ہو گئی
میں اس سے کہوں گا کہ "چلو بھئی چلیں، باکی کے سچ دیکھنے کا وقت ہو گیا ہے۔"
اٹھو، اٹھو جلدی کرو۔ اور وہ آپ کے منہ کی طرف دیکھے گا۔ گویا اجازت ملے
رہا ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گی۔

لاجونٹی بہ آپ غرق سے لے جاسکتے ہیں۔ مجھ سے بوجھ کے جانے کی کیا ضرورت تھی۔
مردوں کو کھیل کود میں غور و حصر لینا چاہئے۔ اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔
کشورہ۔ کاش یہ میٹھے میٹھے بول سچے ہوتے !!

نمائندہ بستی تھیں جن میں نہ برونو مجھے اور ان کو جھوٹ بولنے دو۔

کشور۔ مجھے بھی اس میں شامل کرو۔ اس طرح وہ نرمی جو آج تک مجھے نصیب نہیں ہوئی۔

شاہد مل جائے۔ گو وہ جھوٹ موٹ ہی کی ہوگی۔ پر نہ برونو سے بہتر ہے۔

لاجونتی۔ آپ کو مدد کا کس نے ہے۔ برونو، پر یہ تو جھوٹ موٹ کا جھوٹ ہے اور آپ

ٹھیکے سے سچا جھوٹ بولنے والے۔ کیا مشکل عموماً نہ ہوگی؟

نمائندہ۔ اب یہ سچی باتیں بند میں شروع کیجئے گا۔ اس وقت ہم سب کے سب جھوٹے ہیں۔

لاجونتی۔ آپ پھر سے شروع کیجئے۔

نمائندہ۔ میرے اور کشور کے درمیان یہ باتیں شروع ہوں گی۔ میں اس سے کہوں گا۔

”چلو عیٰ ہا کی کاریج دیکھنے چلیں۔ اٹھو اٹھو جلدی کرو، وقت ہو گیا ہے“ اور وہ

آپ کی طرف دیکھے گا۔ اس پر آپ کیا کہیں گی؟

کشور۔ ٹھہرو ٹھہرو لاجونتی، میں بولتا ہوں.... مجھے ایک ایک لفظ یاد ہے۔ آپ

شرق سے جاسکتے ہیں، مجھ سے پوچھ کے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ مردوں کو کھیل

کو وہیں ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔ کیوں نہیں

ہے نا؟

لاجونتی۔ بالکل۔

نمائندہ۔ تو پھر ہم دونوں میچ دیکھنے چلے گئے اور شام کو سات بجے واپس آئے تو آپ

نے...

لاجونتی۔ چائے تیار کی۔ آپ دونوں کو ملائی۔ چونکہ یہ ٹھکے ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے

ان کا بدن دبا دیا، بوٹ اتار سے ہجرا میں اتاریں، ان کے پیروں کی انگلیاں چٹھیا میں

چاہئے، منے گئے ابا۔ آپ جانیے، میرے لیے آپ اتنی چٹانہ کریں۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کو بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ پر اب ہو کیا سکتا ہے، اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے، پر ماما آپ کو شکستی دے۔

کشور دیکھا سنا سنا ہے۔ میں اس ہمدردی کے قربان، اس شوہر نوازی پر خدا۔

نرائن: بی۔ تو آپ نے ان سے یہ کہا۔ آپ جانیے، پر ماما آپ کو شکستی دے۔
— پر ماما اس کو شکستی دے..... ہاں تو یہ کوٹ وٹ پہن کر باہر نکلے، میں ان کے پیچھے چل دیا۔ میرا یہاں بیٹھے رہنا بالکل فضول تھا، کیوں بھابی؟

لاہوتی: بی، آپ کو بھی تو کسی کام سے جانا تھا؟
نرائن: میں مجبور ہی گیا تھا، اچھا بھرا جو آپ نے یاد دلایا۔

(گھڑی پانچ بجاتی ہے۔)

نرائن: میرا خیال ہے کہ اب سچ بولنا چاہئے۔ جھوٹ ہم کافی بول چکے۔ کیا خیال ہے بھابی؟

لاہوتی: میرا شوق تو پورا ہو گیا۔ اگر آپ کا بھی جی بھر گیا ہو تو سچ بولنا شروع کر دیجئے۔
پر یہ دھیان رہے کہ اس میں جھوٹ کی تھوڑی سی بھی ملاوٹ نہ ہو۔

نرائن: اسے تو بہ کیجئے صاحب۔ یہ تو مذاق مذاق میں اور آپ کو خوش رکھنے کے لیے میں نے جھوٹ کچھ ل باندھے تھے ورنہ مجھے تو اس سے سخت نفرت ہے۔

لاہوتی: (طنز پر انداز میں) جی!

لاجوتی: نرائن صاحب، انہیں آج کیا کچھ کہیں جانا ہے؟ یعنی جانا ہے تو صاف مٹا
کڑویں۔ میں روکنے لگی۔

کشورہ: جانا ہے بابا جانا ہے، بڑے صاحب کی کوٹھی پر جانا ہے۔ کہیں عیش
کرنے نہیں جانا ہے، سمجھیں؟

لاجوتی: میں مسٹر نرائن سے بات کر رہی ہوں۔

نرائن: آپ مسٹر نرائن سے بات کر رہی ہیں..... ہیں، تم خاموش رہو.... ہاں تو جانی
جان آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ انہیں کچھ اپنے بڑے صاحب کی کوٹھی
پر جانا ہے۔ سات بجے نہیں۔ سائے سات بجے اور انہیں وہاں زیادہ
سے زیادہ تین گھنٹے کا کام ہے یعنی ٹھیک گیارہ بجے انہیں یہاں پہنچ جانا چاہیے
کشورہ: اور اگر وہاں تین کے بجائے چار گھنٹے صرف ہو گئے تو؟
نرائن: یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تمہارا بڑا صاحب رات کو ٹھیک گیارہ بجے سو جانا کرتا
ہے۔ اگر وہ گیارہ بجے نہ سوئے تو اسے رات بھر نیند نہیں آتی۔

لاجوتی: تو میں انہیں اجازت دے دوں؟

نرائن: میں آپ کے مجبور نہیں کرتا، پر حالات ہی کچھ ایسے ہیں..... کہ آپ کو
اجازت دینا ہی پڑیگی۔

لاجوتی: تو چائے پینے کے بعد چلے جائیں۔

کشورہ: (خوش ہو کر) تم نے اجازت دے دی!

لاجوتی: کتنی تو بھول جاتیے..... اس میں میری اجازت کی ضرورت ہی کیا تھی۔
آپ کو کام پر جانا ہے، کہیں عیش کرنے تھوڑی جانا ہے.... تو چائے کے ساتھ

انڈوں کا علوہ بنادوں۔ تھوڑے سے بسکت بھی ہیں۔ جانے وہاں آپ کو کب کھانا ملے، اس لیے اچھا ہو گا کہ یہاں ہی سے کچھ کھا کے جائیے! کشورہ نہیں نہیں، اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں خالی چائے پیوں گا۔
لاجنٹی: (نرائن سے) اور آپ؟

نرائن: (دچرنگ کر) میں؟ — میں سہ پہر کو کچھ نہیں کھایا کرتا۔
لاجنٹی: تو خالی چائے رہے ہوں؟

کشورہ: چائے سے زیادہ ضروری میرا ڈنر سوٹ ہے، اس کو پرہیز کرنا ہے۔
لاجنٹی: ڈنر سوٹ؟

نرائن: ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ وہاں کوٹھی پر دو سرے افسر بھی آئیں گے اور انہیں بھی ان کے ساتھ ڈنر کھانا ہو گا۔ ڈنر سوٹ میں جائیں گے تو اچھا رہے گا۔
..... ان لوگوں پر اچھا افسر پڑے گا۔

کشورہ: تم میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟

لاجنٹی: ڈنر سوٹ؟ — آپ کا مطلب اسی سوٹ سے ہے نا جرج کالی سرچ کا بنا ہوا ہے — ڈم کٹ سا؟

کشورہ: ہاں ہاں، اسی کو ڈنر سوٹ کہتے ہیں۔ اسے نکال کر پرہیز کر دو۔

لاجنٹی: وہی سوٹ جو آپ نے تین برس پہلے بنوایا تھا۔ وہی وہی جس کے اسٹر میں ایک بار آپ نے تھوڑے سے رفو کرایا تھا۔

کشورہ: ہاں، ہاں، وہی۔ وہی۔ کیوں؟

لاجنٹی: جس کے ساتھ تم سفید رنگ کی بورباندھا کرتے ہو۔

کشتوں وہی، وہی — اسے ٹرنک میں سے نکالو اور پریس کر دو۔
 لاجونتی: آپ نے مجھ سے پہلے کیوں نہیں کہا۔ اب وقت کے وقت آپ کو یاد آیا
 وہی مثل ہوئی.....

کشتوں: پہلے کیوں کہا — پہلے کیا نہیں کہا؟
 لاجونتی: اب مجھے کیا معلوم تھا وہ آپ کے کام کا ہے؟
 کشتوں: کیوں..... کیوں، اسے کیا ہوا؟ — وہ کام کا نہیں تھا۔
 لاجونتی: میں نے آج صبح ٹرنک کھولا تو آپ کے سوٹ میں کیڑا لگ رہا تھا، سو
 میں نے اٹھا کر درزی کو دے دیا کہ اس میں سے منے کے دو کوٹ اور دو
 نیکر بنادے۔

کشتوں: منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنادے..... میرے ڈزموٹ میں سے....
 ... تم یہ کیا کہہ رہی ہو لاجونتی؟..... میری اجازت کے بغیر تم میرا سوٹ
 منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنانے کے لیے درزی کو کیسے دے سکتی ہو۔
 لاجونتی: واہ، یہ بھی ایک ہی کئی۔ جناب جب ہر دوسرے عیسے سے ملنے میری
 کسی نہ کسی ساڑھی سے اپنی وصوفی بنایا کرتے ہیں تو کیا میں بھی اسی طرح
 چلایا کرتی ہوں اور جب آپ فیروانی کے نیچے اکثر میرا کرتہ پہن لیتے ہیں
 تو میں کچھ نہیں بولتی۔ چپ رہتی ہوں۔

کشتوں: تمہاری ساڑھی اور کرتہ گئے بھاڑ میں..... ان سے میرے سوٹ کا
 مقابلہ کرتی ہو..... لاجونتی، تمہاری یہ حرکت ناقابلِ برداشت ہے، میں
 اس سوٹ پر پورے ڈیڑھ سو روپے خرچ کیے تھے۔

لابونتی یہ اور ساڑھی سے ہیں لے آپ کے کمرے کی کھڑکیوں کے پردے بنا دیے تھے، وہ بھی ڈیڑھ سو روپے کی تیاری کی تھی۔ اس کی زبردستی اگر نوچ کو بھی جاتی جب بھی تیس چالیس روپے کہیں نہیں گئے تھے۔
کشورہ وہ ساڑھی دو برس کی پرانی تھی۔

لابونتی یہ اور آپ کا سوٹ، تین اور تین اور تین فوہ برس کا پرانا۔
کشورہ میں تم سے بحث کرنا نہیں چاہتا، سمجھیں، تم بہت ہمت و حرم ہو گئی ہو۔
تم کو ڈھیل دیکر میں نے سخت غلطی کی، جھک ماری..... آج تم نے میرے
ڈنر سوٹ سے منے کے لیے دو کوٹ اور دو نیکر بنوانے کا آرڈر دیا ہے۔ کل
تم میری موٹر سے اس کے لیے جھولا بنوانے کا حکم دے دو گی، پرسوں یہ مگر
کسی کے حوالے کر دو گی، اتر سوں مجھے نیلام پر چڑھا دو گی۔ میں خوب مفت کا
تھارے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ آخر یہ کیا تماشہ ہے، تم جھوٹ بول رہی ہو، میرا
سوٹ ویسے کا ویسا موجود ہے، جلدی سے نکال کر پریس کر دو مجھے وہاں
سات بجے پہنچ جانا چاہئے۔

نراٹن۔ سات نہیں۔۔۔۔۔ ساڑھے سات !
(ٹیلی فون کی گھنٹی بجنا شروع ہوتی ہے)

کشورہ۔ لو، یہ فون بھی آگیا..... !

لابونتی۔ یہ آپ کا فون نہیں..... میری کسی سیلی کا ہے (ٹیلی فون کا چرنکا اٹھانے
کی آواز) ہلو..... ہلو..... ہاں، ہاں..... ۳۵۸۹۶..... بی..... بی.....
میں خیریت سے ہوں۔ مگر ان کا مزاج آج کچھ بگاڑ رہا ہے۔ چڑچڑے ہوئے ہیں۔

.....جی ہاں.....

کشور: کون ہے؟

لاجوتی: میں نے غلطی سے ان کاڈنر سوٹ بے کار کچھ کر آج درزی کو دے دیا کردہ
اس سے منے کے دو کوٹ اور دو ٹیکر بنا دے۔ اس لیے وہ آج شام کو باہر
نہیں نکل سکتے..... کیا کہا..... نہیں نہیں، اگر فرمائے تو ان کے بدلے میں
حاضر ہو جاؤں..... بس..... تو ادھر سے بھی تسلیم (دکھت سے چونکا کھٹے
کی آواز)

نراٹن: (ایکایک کی اسے سوا پانچ ہو گئے مجھے تو ایک ضروری کام سے جانا تھا:
بجی میں چلا..... اچھا بھابی..... پھر کبھی حاضر ہوں گا..... میں چلا.....
لاجوتی: ابھی ٹھیر رہے تو..... ٹھیر رہے تو.....

کشور: جانے دو اسے تم پر بتاؤ فون پر کون تھا؟ آخر عجب سے کہتی کیوں نہیں
لاجوتی: چھپاتی کیوں ہو، کہو بھی کون تھا۔

لاجوتی: آپ کو کیا..... کوئی بھی ہو..... جائے میں نہیں بتاتی..... اور کھٹے
تو بتا دوں..... پر آپ.....

کشور: بگڑ تو نہ جائے گا، تو اگر میں بگڑ ہی گیا تو آپ کا کیا بنالوں گا..... اچھا
کہو بھی کون تھا؟

لاجوتی: لو کھٹے بیٹی ہوں..... پردے کھٹے ہوتے سے اکھڑ نہ جائے گا۔ چن چکے۔
کشور: اب کہو بھی کون تھا؟

لاجوتی: میری سہیلی، ار ملا دیوی..... ناراض ہو گئی ہے بھروسے، ڈنر سوٹ

کے بھائے اس میں ہی کیرے پڑتے، پر آپ بڑے صاحب کی کوٹھی تو چلے جاتے..... کیوں چور کیسے پکڑا..... یہ ار ملا دیوی.....

کشور: جانے بھاڑ میں۔ اور میں جاؤں چوڑے میں۔

نوکر: سرکار میں لے آیا ہوں۔

کشور: (چپک کر) کیا لائے ہو تم؟

نوکر: میم صاحب نے آپ کا ڈزموٹ استری کرانے کے لیے دیا تھا،

تم کو ڈھیل دہ لائڈی سے لایا ہوں۔

کشور: جاؤ، دیں محمد شیکر ماسٹر کو دے آؤ کہ وہ اس میں سے منے کے دو کوٹ

اور دو شیکر بنا دے۔